THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, the November 12, 2025
(355th Session)
Volume XI, No. 06
(Nos. 01-08)

Printed and Published by the Senate Secretariat,Islamabad
Volume XI SP.XI (06)/2025
No.06 04

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Oath-taking by the Member-elect 2
3. FATEHA 2
4. Leave of Absence 2
5. Condolence Reference paying homage to the late Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 3
6. FATEHA 3
    - Senator Sherry Rehman 4
    - Senator Kamran Murtaza 6
    - Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance 8
    - Senator Dost Muhammad Khan 9
    - Senator Shahadat Awan 9
    - Senator Pervaiz Rashid 10
    - Senator Saleem Mandviwalla 12
    - Senator Manzoor Ahmed 13
    - Senator Naseema Ehsan 14
    - Senator Khalil Tahir 16
    - Senator Jan Muhammad 17
    - Senator Abdul Wasay 17
    - Senator Syed Waqar Mehdi 19
    - Senator Samina Mumtaz Zehri 21
    - Senator Aimal Wali Khan 22
    - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House 24
7. Condolence Resolution moved by Senator Mohammad Ishaq Dar expressing profound grief and sorrow over the sad demise of Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 27
    - Senator Amir Waliuddin Chishti 29
    - Senator Anusha Rahman Ahmad Khan 30
    - Senator Mohammad Abdul Qadir 30
    - Senator Hafiz Abdul Karim 32
    - Senator Zamir Hussain Ghumro 34
    - Senator Abdul Shakoor Khan 35
    - Senator Afnan Ullah Khan 36
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice 37
    - Senator Falak Naz 39
    - Senator Sarmad Ali 40
    - Senator Hidayatullah Khan 42
    - Senator Muhammad Aslam Abro 44
    - Senator Rana Sana Ullah Khan 44

- Senator Nadeem Ahmed Bhutto 45
- Senator Nasir Mehmood 46
- Senator Syed Masroor Ahsan 47
- Senator Shahzaib Durrani 48
- Senator Bilal Ahmed Khan 49
- Senator Niaz Ahmed 50

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Wednesday, 12th November, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at Twenty minutes past five in the evening with Mr. Deputy Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ
النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

ترجمہ: اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بات مانو تاکہ تم سے رحمت کا برتاؤ کیا جائے اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائے۔ وہ ان پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے جو خوشحالی میں بھی اور بدحالی میں بھی (اللہ کے لیے) مال خرچ کرتے ہیں اور جو غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔ اللہ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

(سورۃ آلِ عمران: آیات ۱۳۱تا۱۳۴)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب میں جناب خرم ذیشان صاحب جو ہمارے نئے سینیٹر منتخب ہوئے ہیں، ان کو حلف کے لیے بلاتا ہوں۔

Oath-taking by the Member-elect

Mr.Deputy Chairman: Mr. Khurrum Zeeshan, member elect from the province of Khyber Pakhtunkhwa shall make oath before the Senate. A copy of the oath form has been placed on his table. I request the Honourable Member to stand by his seat and take oath.

(At this stage, the newly elected Senator Khurrum Zeeshan *took oath and signed their Roll of Members)*

FATEHA

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں اسلام آباد کچہری میں جو کل المناک واقعہ ہوا ہے، اس کے علاوہ وانا میں اور پورے ملک میں جو لوگ، چاہے forces کے ہوں یا بے گناہ شہری ان کے ثواب کے لیے دُعا کی درخواست کروں گا کہ مولانا نور الحق القادری صاحب ان کے لیے دُعا مغفرت کریں۔

(اس موقع پر ایوان میں ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آمین۔ جزاک اللہ۔ Order No.1 اب ہم چھٹی کی درخواستیں لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سلیم مانڈوی والا صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ اجلاس کے دوران مورخہ 17 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر روبینہ ناز صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 12 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر احمد خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 8 اور 9 نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیارخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Condolence Reference paying homage to the late Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

جناب ڈپٹی چیئرمین: چونکہ آج کا یہ Session ہمارے محترم Senior Parliamentarian جنہوں نے سیاسی حوالے

سے، جمہوریت کے لیے، آئین کے لیے اور قانون کی بالادستی کے لیے پوری زندگی قلم کے ذریعے، physically طور پر انہوں نے جو جدوجہد کی ہیں محترم عرفان الحق صدیقی مرحوم کی تعزیت کے لیے ہے۔ محترم سینیٹرز، معزز ساتھیو! سینیٹر عرفان الحق صدیقی کے انتقال کے بعد انتہائی بوجھل دل کے ساتھ ہم آج کے اجلاس کا آغاز کر رہے ہیں۔

وہ ایک ممتاز Parliamentarian منصف اور معروف Columnist تھے۔

معزز ایوان اور اس کے تمام اراکین کی جانب سے ہم گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے اہلِ خانہ، رفقاء اور جماعت سے دلی تعزیت کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف اس ایوان کے لیے بلکہ ان کی جماعت کے لیے بھی ایک بہت بڑا نقصان ہے، جس کی انہوں نے ان تھک محنت، دیانت اور خلوصِ نیت کے ساتھ خدمت کی۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اور ان کے اہل خانہ، دوستوں اور ان سے محبت کرنے والے تمام افراد کو ناقابل تلافی نقصان برداشت کرنے کی ہمت اور صبر عطا فرمائے۔ اراکین سینیٹ سینیٹر عرفان الحق صدیقی مرحوم کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے مختصر تقاریر بھی کر سکتے ہیں جس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین منٹ ہو۔ تقریر کا دورانیہ پانچ منٹ سے زائد نہ ہو، جس کے بعد تعزیتی قرارداد منظور کی جائے گی۔ مولانا عبدالواسع صاحب براہ مہربانی آپ مرحوم کے لیے دعا کروادیں۔

FATEHA

(اس موقع پر ایوان میں سینیٹر عبدالواسع نے دعا مغفرت کروائی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: محترمہ سینیٹر شیری رحمان صاحبہ۔

Senator Sherry Rehman

سینیٹر شیری رحمان: شکریہ، جناب چیئرمین! Chief Whip صاحب قرارداد کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، قرارداد آخر میں پیش ہو گی، تب تک ان شاءاللہ ہم سب اپنی اپنی بات کر لیں گے۔ جناب آج ہمارے تمام معزز اراکین کے لیے بڑے افسوس اور سوگ کا دن ہے کیونکہ آج ہم ایسے باوقار دوست، ساتھی اور دانش مند رکن کی تعزیت کے لیے جمع ہوئے ہیں کہ دکھ اور رنج تو ضرور سب کے دل اور ذہن میں ہو گا لیکن اظہار تعزیت ہمیشہ مشکل ہوتی ہے۔

سینیٹر عرفان صدیقی صاحب کو اللہ تعالیٰ جنت نصیب کریں، وہ بہت ہی اعلیٰ انسان تھے، ایک نیک دل انسان تھے اور ان کی رفاقت سے ہم روز کچھ نہ کچھ سیکھتے تھے۔ نہ صرف وہ مسلم لیگ (ن) کے پارلیمانی لیڈر تھے بلکہ وہ میرے تو neighbour تھے، بہت پیارے دوست اور بہت رحم دل انسان تھے۔ انہوں نے کبھی اپنی آواز اونچی نہیں کی، میرے تجربے میں اور میرے سامنے انہوں نے کبھی کسی کو برا بھلا نہیں کہا اور ہمیشہ بردباری سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کا صحافت اور journalism کا ایک لمبا تجربہ تھا، وہ اسے ہمیشہ استعمال کرتے رہے اور اپنے قلم کے زور سے اپنے fans, readers اور ہم سب کو سکھایا۔ انہوں نے ایک ایسی زندگی گزاری جو ہم سب کے لیے مشعل راہ بن سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں لمبی بات نہیں کروں گی کیونکہ آج کل باتیں کر کر کے میرا تو گلا سوکھ گیا ہے لیکن ہمارے لیے بہت اہم ہے کہ ہم اپنے colleague کو نہ صرف یاد کریں بلکہ ان کی دعائے مغفرت میں ہم یہ بھی یاد رکھیں کہ ہم سب کو ایک دن اسی طرح جانا ہے۔ زندگی تو آنی جانی چیز ہے، ہمارے اعمال ہی گنے جائیں گے اور میں سمجھتی ہوں کہ عرفان صدیقی صاحب کے اعمال at least ہماری نظر میں کسی ایسے نقص، بری نظر سے یا کسی اور برے کام سے بالا تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اخلاق اور بردباری سے کام لیا۔ یہاں سینیٹ میں وہ 2021 میں آئے تھے لیکن اس سے پہلے ہماری رفاقت صحافت میں رہی ہے۔ وہ طویل عرصے سے کبھی جنگ اور کبھی نوائے وقت میں کالم لکھتے رہے ہیں، ہم بہت سالوں سے ہر جگہ ان کے کالمز پڑھتے رہے ہیں لیکن انہوں نے صحافت پچھلے ہفتے تک نہیں چھوڑی۔ ان کا ایک پرانا کالم کوئی پانچ روز پہلے چھپا ہوا تھا، اتنا پرانا نہیں تھا، میں نے اور انہوں نے سینیٹ کے لیے ساتھ ہی لکھا تھا۔ انہوں نے تب بھی کہا کہ میرے لیے اتنا مشکل ہو رہا ہے، میں نے اس وقت بات نہیں کی، ہم دونوں کے chambers ایک ساتھ تھے، میں نے ان کو فون کیا اور کہا کہ کیسی طبیعت ہے، میں ان کے لیے ایک چھوٹا سا تحفہ لائی تھی لیکن وہ ان تک پہنچ نہیں سکا۔ میں نے ان کو فون کیا تو انہوں نے

کہا کہ بیٹی میں ہسپتال میں ہوں، کبھی بیٹی کہتے تھے اور کبھی کچھ، بڑی شفقت سے بات کرتے تھے، کہنے لگے کہ میں ہسپتال میں ہوں لیکن میں جلد ٹھیک ہو جاؤں گا اور جو آپ لائی ہیں اسے دفتر میں ہی رکھیں، I want to come there and see it دیکھیں ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں تھیں اور ان کا حوصلہ تھا، ایک دم سے ان کی جو بھی علالت ہوئی، انہوں نے بڑی dignity and grace سے اس کا سامنا کیا۔ دیکھیں سب کے ساتھ مشکل پیش آ سکتی ہے اور آ پڑتی ہے، it is how you face difficulties that makes a person what they are, انہوں نے کبھی اف تک نہیں کی۔ جب بھی ہم نے فون پر بات کی وہ کہتے رہے کہ میں ٹھیک ہوں، ابھی آپ کو آنے کی ضرورت نہیں ہے، بس دعا کریں کہ اللہ مجھے شفا دیں۔

ان کو کینسر ہی تھا جس سے انہوں نے جنگ لڑی۔ ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ان کی تکلیف زیادہ لمبی نہیں چلی، he fought all the way till the end, اور وہ ہر مرتبہ سب کو سلام دیتے تھے، ہر phone call پر کہتے تھے کہ سب کو سلام دیجیئے گا اور share کیجیئے گا۔ مجھے تو بہت دکھ ہو رہا ہے I have very few words to talk of this great man, who defined to me old world grace, charm, dignity and courtesy وہ جو آج کل بہت سے لوگ سیاست میں بات کرتے ہیں، ان کا کبھی لہجہ بھی نہیں بدلتا تھا تو ہم سب بھی ان کے لہجے سے، ان کے behaviour سے، ان کے طور طریقوں سے، پارلیمانی روایت سے اگر سیکھیں تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ ہمارے لیے بہت بڑی legacy چھوڑ گئے ہیں۔

ان کی family کے ساتھ ہم اظہار تعزیت کرتے ہیں، اللہ انہیں صبر جمیل عطا فرمائیں لیکن کسی کا بھی loss ہو، جتنا بھی آپ اس کے لیے plan کر رہے ہوں یا تیاری کی ہو چاہے وہ مسلم لیگ (ن) کے پرانے رفقاء ہوں، چاہے ہمارے colleagues ہوں یا ان کی family ہو، سب کے لیے یہ ہمیشہ ایک بہت مشکل گھڑی ہوتی ہے جس میں ہم اپنے پیاروں کو اس طرح کھو دیتے ہیں لیکن this is a part of life, it is a part and cycle of the nature یہ اللہ کی رضا ہے۔ انہیں الفاظ سے میں اپنی بات ختم کروں گی I am sorry, I couldn't do justice to him, I know کہ بہت اچھے دوست ہیں جو ابھی بات کریں گے۔ بس میں آپ سے اجازت لوں گی، شکریہ کہوں گی کہ آپ

نے مجھے وقت دیا۔ اللہ ان کو جنت نصیب کرے and may he rest in peace. شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ مہمانوں کی گیلری میں ہمارے سابق جسٹس اعظم صاحب، ہمارے پنجاب اسمبلی کے رکن رانا محمد اقبال صاحب اور ہمارے سینیٹر رانا محمود الحسن صاحب کے صاحبزادے رانا احمد محمود تشریف رکھتے ہیں۔ جن کو میں House of the Federation میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی سینیٹر کامران مرتضیٰ۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! جب عرفان صدیقی صاحب کی بات کرتے ہیں تو (عربی)، ہم سب نے مرنا ہے، ہم سب اس راستے پر روانہ ہیں جس پر عرفان صدیقی چلے گئے، اور دوست چلے گئے اور ہم نے بھی جانا ہے لیکن اگر کوئی جائے اور اپنے جانے سے پہلے یہ احساس چھوڑ جائے کہ اس دنیا میں اس نے اچھے طریقے سے اور سماج میں اچھے طریقے سے زندگی گزاری ہے تو یقیناً اللہ پاک کے پاس یہ اس کے لیے شہادت ہے۔ اللہ پاک کے پاس اور بخشش کا شاید ممکنہ طور پر میں زیادہ مذہب کو نہیں جانتا ہوں۔ مگر بخشش کا میرے خیال کے مطابق ایک ذریعہ ہو سکتا ہے کہ دوسرے انسان جو اس وقت میں زندہ تھے، اس کے حوالے سے ایک شہادت عطا کر رہے ہیں کہ وہ ایک اچھا آدمی تھا۔ اچھے آدمی کو جانچنے کے لیے ہمارے پاس ایک پیمانہ یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ کسی کو تکلیف نہ دے۔ کسی سے بات کرے تو خوبصورتی سے بات کرے، کسی سے بات کرے تو احترام سے بات کرے اور بات میں کوئی طنز، کوئی اس طرح کی چیز جس سے کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے وہ نہ ہو۔ ہم سب مختلف سیاسی جماعتوں کے لوگ ہیں اور یقیناً ہمارے اپنے اپنے نظریات ہیں۔ کسی کو پسند ہوتے ہیں، کسی کو پسند نہیں بھی ہوتے ہیں۔ مگر ان نظریات کو رکھتے ہوئے اگر ہم ایک دوسرے کے ساتھ احترام کے ساتھ ملتے ہیں تو یہ یقیناً یہاں پر ایک کامیابی کے طور پر اس کو گنا جا سکتا ہے، اس کو سمجھا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! سینیٹر عرفان صدیقی میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود تھی اور بہت خوبصورتی کے ساتھ انہوں نے اس کو نبھایا۔ اللہ پاک ان کی مغفرت کرے اور ان کے گھر والوں کو صبر جمیل دے۔ ایک چیز یہ ہے کہ وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پارلیمانی لیڈر تھے۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ پارلیمانی لیڈر نہ بھی ہوتے، صرف ایک عام میرے جیسے ایک ممبر بھی ہوتے، تو اس میں سب کو آکر اس تعزیت میں، اس تعزیتی اجلاس میں جس کو آپ نے کل سے

آج کیا ہے، اس میں شرکت کرنی چاہیے۔ یہ مناسب رویہ میرے خیال میں نہیں ہوتا۔ اس میں ان کی تمام لیڈر شپ کو آنا چاہیے تھا اور اس تعزیت میں شریک ہونا چاہیے تھا۔ یہ اس میں تکلیف دہ ہے، ہم سب جب چلے جائیں گے، میں، مولوی واسع صاحب، شکور صاحب، ہم میں سے اگر کوئی نہ ہو اور دوسرا جو ہے وہ اس وقت اجلاس میں اس وجہ سے نہ آئے کہ یہ غیر اہم اجلاس ہے، یہ تکلیف دہ بات ہے۔ یہ اس طرح سے نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے ایک اور چیز بھی دیکھی تھی۔ اس کے لیے بھی میں اپنی تکلیف کا اظہار کر دیتا ہوں۔ قبرستان میں ان کے جنازے کے لیے جو لوگ گئے تھے اور ان کے ساتھی تھے، وہ اتنی جلدی وہاں سے نکلے کہ جیسے اس کے بعد قبرستان میں کوئی قیامت آنی ہے یا زلزلہ آنا ہے اور اتنا بھی ان میں ٹھہرنے کی گنجائش تھی کہ اس کے بعد تدفین تک یا ان کے جنازے کو ادھر قبر تک پہنچا دیا جائے۔ تو یہ درست نہیں ہے۔ ایک اور چیز بھی درست نہیں ہے کہ سوشل میڈیا پر جو کچھ ہم نے کیا ان کے مرنے کے حوالے سے اور اس فیملی کو جو تکلیف دی ہم نے یہ بہت بری بات ہے۔ ہماری سیاسی مخالفت ہو سکتی ہے کسی کے ساتھ بھی، مگر یہ کہنا کہ کوئی فوت ہو گیا تھا اور اس کے بعد اس کی فوتگی کو، اس کی میت کو چھپایا گیا اور جان بوجھ کے کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس بات کا، اس بات سے سب سے زیادہ تکلیف جو ہے اس فیملی کو پہنچی ہو گی جن کے ہاں اتنا ناقابل تلافی نقصان ہوا تھا۔

جناب چیئرمین! اس تعزیت کے ساتھ ایک تعزیت اور بھی اسلام آباد میں کچہری کے حوالے سے بنتی ہے۔ وہاں بھی نوجوان، یہ تو قدرتی موت تھی، قدرتی موت کا نسبتاً گو کہ وہ بھی غم ناک ہوا کرتی ہے۔ اس کا بھی غم ہے یقیناً اور اتنے اچھے آدمی کا، اتنے شریف آدمی کا، مگر اسلام آباد کچہری کے سامنے جو واقعہ ہوا اس میں تقریباً 13 شہادتیں ہیں اور اس سے دگنے وہ زخمی ہیں اور بم دھماکے کے زخمی جو ہے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہو کہ وہ بھی مرے ہوئے لوگوں میں بے چارے شمار ہوتے ہیں۔ تو وہ حادثہ بھی بہت بڑا تھا۔ اللہ ان شہادتوں کو بھی قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور زخمیوں کو ان کی جلد صحت یابی ہو۔ مگر ایک چیز ہمارے ہاں تو اور کچھ نہیں ہوتا بلوچستان میں، جب ایسے حادثے ہوتے ہیں تو فوراً ان کی تلافی کے لیے مالی تلافی کا کام کیا جاتا ہے۔ میری نظر سے یہ اسلام آباد کے حوالے سے جو زخمی ہوئے ہیں، اسلام آباد کچہری کے سامنے جو زخمی ہوئے ہیں، ان کی کوئی مالی تلافی کے حوالے سے، کیونکہ اس میں زیادہ تر نوجوان مرے ہیں۔ اس میں ایک خاتون کی بھی شہادت ہوئی ہے، ان کے پرس سے شاید پتہ چلا ہے۔ تو حکومت کو اس حوالے سے ذرا غور کرنا چاہیے۔ میں پھر دعا کرتا ہوں کہ اللہ

پاک ان شہیدوں کے ساتھ عرفان صدیقی صاحب کی بھی مغفرت کرے۔ اس کے علاوہ وانا والے معاملے میں، اس کیڈٹ کالج والے معاملے میں دہشت گردی یقیناً بری ہے۔ یہ جان لینا صرف اللہ پاک کا اختیار ہے اور اللہ پاک کے بعد اگر یہ اختیار کسی کا ہے تو وہ صرف عدالت کا ہے۔ کسی کو اس طرح جان لینے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی بھی مذمت اور جن لوگوں نے اس واقعے پر اپنی بہادری سے اس کا مقابلہ کیا ان کی appreciation بھی ضروری ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی، وزیر خزانہ، سینیٹر محمد اورنگزیب صاحب۔

<u>Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance</u>

سینیٹر محمد اورنگزیب (وزیر برائے خزانہ): جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ پہلے تو میں سینیٹر عرفان صدیقی صاحب کی جو رحلت ہوئی ہے اس پر I think we are all extremely sad and miss him in this forum اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ جناب چیئرمین! میں جب یہاں پہنچا I came from the private sector, تو مجھے ان کی بہت رہنمائی ملی اور اس میں میں صرف ایک دو چیزوں کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا۔ because what I learned from him, apart from the rules of business, کہ یہ فورم کیسے چلتا ہے اور اس میں کیا بات کرنی ہے، کیسے بات کرنی ہے، کب بات کرنی ہے۔ So, that was the process part of it. لیکن جناب چیئرمین! جو میں نے ان سے سیکھا، وہ میں نے ان سے یہ سیکھا کہ you can be polite while being very firm اور یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ ہم آواز بلند کر سکتے ہیں، ہم اپنے جو نظریاتی اختلاف ہیں یا باقی اختلافات ہیں ان کی اس Upper Forum میں یہ جو Upper House ہے اس میں ہم بڑے logical طریقے سے بات کر سکتے ہیں evidence-based discussion. یہ میں نے ان سے سیکھا ہے۔ پچھلے ڈیڑھ پونے دو سال سے

he has been a mentor for me, and therefore, I asked for your special permission to speak, and therefore, I considered it very important to come here to pay my tribute to him, because we have lost not only a great parliamentarian, but Chairman Sir, we have lost a great human being. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر دوست محمد خان صاحب۔

Senator Dost Muhammad Khan

سینیٹر دوست محمد خان: بہت بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! عرفان صدیقی صاحب پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ایک icon تھا، بہت بڑا آدمی تھا اور انتہائی شریف اور انتہائی عاجز انسان تھا۔ آپ کی کرسی پر جب بیٹھا رہتا تھا تو ہر ایک کو ٹائم بھی دیتا تھا اور پورے ہاؤس کی بات بھی سنتا تھا اور جواب بھی دیتا تھا۔ لیکن جناب چیئرمین! مجھے افسوس اس بات پر ہوا ہے کہ آپ لوگ چونکہ 27th Amendment کے چکر میں تھے تو اس کی [1][***] کو آپ لوگوں نے چھپایا ہے۔ کسی کو نہیں بتایا کہ جب تک 27th Amendment کو آپ پاس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دوست محمد صاحب! آج تو ان باتوں کا خیال رکھیں۔

سینیٹر دوست محمد خان: جو بھی ہے لیکن جناب چیئرمین! آپ لوگوں نے یہ بہت بڑا ظلم کیا۔ وہ انتہائی شریف اور اچھے انسان تھے۔ اللہ پاک اس کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ لیکن آپ لوگوں نے یہ کیا کہ 27th Amendment ضروری تھا اور عرفان صدیقی کا آپ لوگوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ الفاظ expunge کرتے ہیں۔ آپ تعزیت کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے آپ کو time دیا ہے تو آپ کو اس کا خیال رکھنا چاہیے۔ جی، سینیٹر شہادت اعوان صاحب۔

Senator Shahadat Awan

سینیٹر شہادت اعوان: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّـا إِلَيْـهِ رَاجِعونَ۔ جناب چیئرمین! میرے استاد سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب 17 فروری 1943 کو راولپنڈی کی ڈھوک بادل میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک معروف writer, educationist, journalist, orator, and politician تھے۔ 2014 میں انہیں حکومت پاکستان نے نشان امتیاز سے نوازا۔ عرفان صدیقی صاحب ایک self-made شخصیت تھے۔ انہوں نے اپنی عملی زندگی کا سفر پرائمری سکول میں ایک ٹیچر سے شروع کیا۔ اسی دوران انہوں نے 1989 میں ایم۔اے اردو کیا، بی۔ایڈ کیا اور اس کے بعد انہوں نے سر سید کالج میں بطور لیکچرر پڑھانا شروع کیا جہاں پر دو

---

[1]*[Words expunged as ordered by the Deputy Chairman]*

دہائیوں تک وہ تعلیم اور درس وتدریس کا کام کرتے رہے۔ ان کے شاگردوں میں فیڈرل سروس میں، آرمی میں، politics میں، ہر مکتبۂ فکر میں اعلیٰ پائے کے شاگرد ہیں جن پر ہر وقت وہ ناز کیا کرتے تھے۔

جناب! عرفان الحق صدیقی صاحب ایک عرصہ تک ریڈیو پاکستان سے بھی منسلک رہے جہاں وہ پارٹ ٹائم کام کرتے رہے۔ وہاں ان کے معروف ڈرامے چلتے رہے۔ سو سے زیادہ ان کے ڈرامے ریڈیو پاکستان پر چلے جس سے انہوں نے بڑی شہرت پائی جو کہ ''بھید بھری آواز'' کے نام سے کتاب کی شکل میں موجود ہیں۔ جناب عرفان الحق صدیقی صاحب journalism میں ہفت روزہ زندگی، ہفت روزہ تکبیر، ڈیلی پاکستان، نوائے وقت سے بھی منسلک رہے۔ ان کے کالم ''نقش خیال'' نے بڑی شہرت پائی جو کہ نقش خیال کتاب کی صورت میں بھی موجود ہے۔

جناب عرفان الحق صدیقی صاحب ایک دھیمی آواز والی معروف اعلیٰ شخصیت تھے۔ دوست سارے جانتے ہیں کہ اس tenure میں ہم نے تین بھاری شخصیات، جناب تاج حیدر صاحب، ساجد میر صاحب اور عرفان الحق صدیقی صاحب کو کھویا ہے جن کو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ جناب! بڑی شخصیات کہاں سے پہچانی جاتی ہیں؟ کل ہم سب دوست ان کے جنازے میں موجود تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں ایک بہت بڑا جنازہ تھا۔ انہی لوگوں کے بڑے جنازے دیکھنے میں آتے ہیں جو بھاری بھرکم شخصیات ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ جناب عرفان صدیقی صاحب کا پارلیمنٹ میں جو کردار تھا اسے رہتے وقت تک ایک بڑی اکثریت یاد رکھے گی۔ وہ ایک بہت بڑی شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہم سب دوستوں کو ان کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ثم آمین۔ محترم پرویز رشید صاحب۔

Senator Pervaiz Rashid

سینیٹر پرویز رشید: شکریہ چیئرمین صاحب۔ محترم چیئرمین! ایک ایسی شخصیت کو آج ہم خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں جس کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا، شاید کسی ایک کے لیے ممکن نہیں ہے۔ وہ علم تھے، وہ روشنی تھے، وہ تہذیب تھے، وہ نفاست تھے، اور انسانیت تھے۔ علم کی روشنی ہمیشہ زندگی کو منور کرتی رہتی ہے۔ جیسے اس روشنی سے ہم محروم نہیں ہوتے، اسی

طریقے سے عرفان صاحب ہمارے ارد گرد موجود ہوں یا نہ موجود ہوں، ان کی محبت کی خوشبو اور ان کے علم کی روشنی ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتی ہے۔

وہ استاد تھے اور صرف ان کے استاد نہیں تھے جنہوں نے سکول میں یا کالج میں نصابی علم ان سے حاصل کیا۔ وہ ہم سب کے بھی استاد تھے اور ان کی دی ہوئی تعلیم ہم سب کو ہمیشہ زندگی گزارنے کا ڈھب سکھاتی رہتی ہے۔ وہ اس ہاؤس میں جب آئے تو ان کے منہ سے کبھی کوئی ایک ایسا لفظ نہیں سنا گیا جس سے کسی کی دل آزاری ہوتی ہو۔ ہاؤس کے دونوں جانب، ایوان کے دونوں جانب بیٹھے ہوئے لوگ ان کی باتوں سے اور ان کے دلائل سے اتفاق کریں یا اختلاف کریں لیکن کبھی کسی کو یہ شکایت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ ان کے کسی لفظ سے، ان کے کسی جملے سے، ان کی کسی دلیل سے کسی کی شخصی دل آزاری ہوئی ہو۔ یہی وجہ تھی کہ ایوان کے دونوں جانب بیٹھے ہوئے لوگ ان کا احترام کرتے تھے، ان کی عزت کرتے تھے اور اس احترام اور اس عزت کی وجہ سے ایوان کا جو ماحول ان کی موجودگی میں بنتا تھا، وہ مثالی ہوا کرتا تھا۔

جناب عالی! وہ کسی کے لئے کبھی دکھ اور دل آزاری کا سبب تو نہ بنے لیکن ان کی زندگی میں ایک ایسا دکھ ضرور انہیں ملا جس کو آج بھی جب میں یاد کرتا ہوں اور میرے ساتھی جو مجھ جیسے ساتھی انہیں جانتے ہیں اور اس واقعہ سے واقف ہیں، وہ جب اس کو یاد کرتے ہیں تو سب رنجیدہ ہوتے ہیں۔ ایک شخص جس نے قلم ہمارے ہاتھ میں دیا، ایک شخص جس نے اپنے ہاتھ میں تمام عمر قلم کو تھامے رکھا، اس شخص کے ہاتھ میں ہتھکڑی پہنائی گئی۔ کاش وہ دن پاکستان کی تاریخ میں نہ آتا کہ ایک صاحبِ علم کے ہاتھ میں ہتھکڑی پہنا دی جائے، گو کہ ہتھکڑی تو کسی بھی سیاسی کارکن کے یا کسی سیاسی رہنما کے ہاتھ میں اچھی نہیں لگتی لیکن ایک صاحبِ علم کے ہاتھ میں، جس کے ہاتھ نے ہمیشہ قلم تھاما ہو اور اس قلم سے اس نے ہمیشہ اچھی باتیں تحریر کی ہوں، اچھے درس دیے ہوں، اس کو اس تکلیف سے گزارا جائے۔ جناب عالی! اس تکلیف میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے، مزید اضافہ ہو جاتا ہے جب ان کے اس دنیا سے گزر جانے کے وقت کو متنازعہ بنا کر اس میں سے بھی اسکینڈل نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے جبکہ ان کی فیملی، ان کے سوگواران، ان کے گھر والے اس وقت ایک ہمدردی کے مستحق ہیں۔ ہم اگر انہیں وہ ہمدردی فراہم نہیں کر سکتے تو ہمیں انہیں، ان کے گھر والوں کو، ان کے سوگواران کو، ان کے بیٹوں کو، ان کی اولاد کو، بچوں کو، بہن بھائیوں کو اس تکلیف سے بھی گزارنا مناسب نہیں تھا۔ زندگی میں ہتھکڑی پہنا کے تکلیف دی، زندگی کے بعد ان کے دنیا سے گزر جانے کے وقت کو متنازعہ بنا کر،

اسکینڈل بنا کر ان کے اہل خانہ کو تکلیف دے رہے ہیں۔ کاش کہ ہم اس تکلیف سے انہیں نہ زندگی میں گزارتے، نہ زندگی کے بعد انہیں اس تکلیف سے گزارتے۔ انہوں نے ہم میں سے کسی کو بھی کبھی کسی تکلیف کے قریب سے گزرنے نہیں دیا تھا۔

آخر میں، میں اس اعتراف کے ساتھ کہ میں بھی ان کے شاگردوں میں تھا گو کہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہ بنا سکا جس طرح کی قابلیت وہ اپنے شاگردوں کو عطا کرتے تھے، آج وہ ہم میں نہیں، لیکن وہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ موجود رہیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب محترم پرویز رشید صاحب۔ جی سینیٹر سلیم مانڈوی صاحب۔

سینٹر سلیم مانڈوی والا: شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر آپ اپنی سیٹ پر چلے جائیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ جی سینیٹر سلیم صاحب! سلیم صاحب خود بڑے پیارے آدمی ہیں۔

Senator Saleem Mandviwalla

سینٹر سلیم مانڈوی والا: بہت بہت شکریہ جناب! عرفان صاحب کے ساتھ میری ملاقات ہوئی جب میں سینیٹ میں آیا پہلے میں ان کو نہیں جانتا تھا۔

Mr. Deputy Chairman: Order in the House please! yes, Senator Saleem sahib.

سینٹر سلیم مانڈوی والا: یہاں آ کر ان سے ملاقات ہوئی، اور ظاہر سی بات ہے ان کے ساتھ ہی بیٹھتے تھے۔ اتفاق سے ان کا جو کمیٹی کا دفتر تھا وہ میرے دفتر کے ساتھ تھا، تو جب بھی وہ کمیٹی آفس میں ہوتے تھے میں ہوتا تھا C- Block میں تو وہ مجھے فون کرتے تھے، میں ان کو فون کرتا تھا، تو وہ کہتے تھے یار آج کیا کھا رہے ہو یا کیا کھلا رہے ہو۔ تو روز ہماری یہ conversation ہوتی تھی اور کبھی میں ان کے پاس چلا جاتا تھا کھانے کے لیے، کبھی وہ میرے پاس آ جاتے تھے۔ پھر ان کی کچھ باتیں ہیں، پرویز صاحب نے mention کیں، اور دوسرے ان کے جو نزدیک لوگ تھے، جو جاننے والے تھے۔ میرے ساتھ ان کا تھوڑا سا ایک مزاحیہ relationship type تھا۔ ہر چیز پر وہ مذاق کرتے تھے، باتیں کرتے تھے، جو میں بڑا enjoy کرتا تھا۔ پھر کبھی کبھی session کرتے تھے تو مجھ سے پوچھتے تھے، یار آج میں نے کیسے session کیا؟ تو میں نے کہا: "صاحب، آپ کا جو style ہے session کرنے کا وہ کسی کا نہیں ہے۔ تو بڑے خوش ہوتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنے ہمارے colleagues

ہیں یہاں کبھی ہم opposition میں ہوتے ہیں، کبھی ہم یہاں ہوتے ہیں ۔ attachment ہماری سب کے ساتھ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا ہم یہاں ایک دوسرے کے ساتھ ٹائم گزارتے ہیں، شاید ہم گھر پہ اپنی family کے ساتھ نہیں گزارتے اور ایک attachment development ہو جاتی ہے اپنے سارے colleagues کے ساتھ ، چاہے وہ opposition میں ہوں یا government میں کچھ colleagues جب اسی ہاؤس میں رہ کے گزر جاتے ہیں تو ان کی کچھ زیادہ یاد آتی ہے کیونکہ ان کے ساتھ ٹائم گزرا ہوتا ہے، ان کے ساتھ چیزیں کی ہوتی ہیں، ان کے ساتھ travel کیا ہوتا ہے۔ تو ایک بڑی relationship بن جاتی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی اس type کا میں حادثہ ہی کہوں گا اس کو to lose a senator in house and even later یہ ہمیشہ ایک بڑا افسوس ناک وقت ہوتا ہے۔ اور ہم لوگ ایک دوسرے کو یاد کرتے ہیں، ان کی یادیں ایک دوسرے سے share کرتے ہیں، اور wish کرتے ہیں کہ کاش اور تھوڑا ٹائم ان کے ساتھ گزر جاتا۔ تو میں یہی اپنے colleagues سے کہوں گا کہ جو بھی ٹائم ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ گزرتا ہے، اس کو اچھا گزاریں۔ ٹھیک ہے، ہمارے disagreements ہوتے ہیں House میں، مگر یہ کوئی پرسنل disagreement تو نہیں ہیں، یہ کوئی ذاتی اختلاف تو نہیں ہے۔ تو ہمیں ایک دوسرے کا خیال کرنا چاہیے اور دعا کرنی چاہیے کہ اللہ میاں سب کو صحت دے، اور ہم سب کا وقت اچھا گزرے۔ thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر منظور کاکڑ صاحب۔

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: شکریہ جناب! آج ہم مرحوم عرفان الحق صدیقی صاحب کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں، تمام دوست۔ دوستوں نے ان کی زندگی پر، ان کی شخصیت پر، ان کے کردار پر بڑی تفصیلاً بات کی اور شہادت اعوان صاحب نے بھی ان کی ایک history رکھی ۔ کہاں سے تعلیم حاصل کی، college, school, university, column writing تمام چیزیں۔ لیکن ایک بات جو دوستوں نے کی ہے وہ یہ کہ وہ بہت پیارے انسان تھے، ایک اچھی شخصیت کے مالک، پیار کرنے والے، چھوٹوں کے ساتھ چھوٹا، بڑوں کے ساتھ بڑا۔ جیسے دوستوں نے کہا ہم نے بھی ان سے بہت سی چیزیں سیکھی ہیں لیکن راستہ تو سب کا یہی ہے جانا سب نے ہے۔ جناب چیئرمین! کاش کہ جب انسان زندہ ہوتا ہے تو ہم ایک دوسرے کی اس سے زیادہ قدر کرتے ہیں اس سے زیادہ ایک دوسرے کو پیار دیتے ہیں۔ یہاں پر جو یہ ایوان

بالا ہے، ہم ایک فیملی کی مانند ہیں۔سوچ، نظریہ، سیاست بے شک الگ ہے، لیکن یہ ایک فیملی ہے۔یہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں۔جناب چیئرمین ! جو نقصان اس کی فیملی کو، جو اذیت اس وقت وہ برداشت کر رہے ہیں، کیونکہ وہ گھر کا بڑا تھا، اور پھر پارٹی کو جو نقصان ہوا ہے،اور جو یہاں پہ دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سے ہمارا بڑا بچھڑ گیا۔لیکن میں یہ کہوں گا کہ وہ ہمارے ساتھ ہماری یادوں میں، ہماری باتوں میں زندہ رہیں گے ان شاءاللہ ۔اس کا جو ایک کردار رہا ہے پاکستان کے حوالے سے، آئین کے حوالے سے، جمہوریت کے حوالے سے یہ بھی سب کے سامنے ہے، یہ بھی سب کو پتا ہے۔باقی دوست بھی اس پر بات کریں گے۔یہی کہوں گا کہ اللہ ان کو جنت الفردوس میں ایک اعلیٰ مقام عطا فرمائے،اور ان کی family کو اللہ پاک صبر دے۔یہ نقصان جو ہوا ہے، یہ صرف گھر کا نہیں، پارٹی کا نہیں، یہ ہم سب کا ہے،اور یہ پاکستان کا ہے۔شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ منظور کاکڑ صاحب! جی سینیٹر نسیمہ احسان صاحبہ۔

Senator Naseema Ehsan

سینیٹر نسیمہ احسان: جی شکریہ جناب۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔کل نفس ذائقۃ الموت۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔جناب والا! ایک ناقابلِ پر ہونے والا خلا جناب عرفان الحق صدیقی کی موت سے ہوا ہے۔جناب والا! دکھ کی اس گھڑی میں ہم مرحوم کی فیملی کے ساتھ ہیں۔اللہ تبارک و تعالیٰ عرفان الحق صدیقی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے۔جناب عرفان الحق صدیقی صاحب امن کے داعی، شریف اور بہت ہی معقول اور مناسب انسان تھے۔جناب والا! جہاں سیاست کو عمومی طور پر اور اس House کو خصوصی طور پر ایک فہم و فراست رکھنے والی مدبر شخصیت سے محروم ہونا پڑا۔میں نے دیکھا ہے کہ وہ بغیر knowledge اور تحقیق کے کسی مسئلے پر بھی حتمی رائے نہیں دیتے تھے۔جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی سیاست، صبر اور role والی شخصیت سے محروم ہوئی ہے۔ان کی اپنی جماعت کے لیے گراں قدر خدمات تھے، مجھے امید ہے کہ ان کی party انہیں ہمیشہ یاد رکھے گی۔اور جناب والا، اللہ کرے ایسا ہی ہو میں یہ الفاظ اس لیے کہہ رہی ہوں کہ جناب والا! اللہ کرے ایسا ہی ہو، کیونکہ کل میں نے جو نمازِ جنازہ کی footage دیکھی تھی، مجھے بہت افسوس ہوا کہ ان کی party کی جانب سے کم لوگ تھے بلکہ میں یہی کہنا چاہوں گی کہ بحیثیت اس House کے دیگر ممبران کی بھی شرکت یا موجودگی میں نے نہیں دیکھی، جناب اعلیٰ! ابھی بھی موقع ہے کہ ہم تمام ممبران تمام پارلیمنٹیرینز صدیقی صاحب کے گھر جائیں تعزیت کریں۔ ہم کسی کا دکھ اور درد دور نہیں کر

سکتے ہیں لیکن دکھ کی اس گھڑی میں ہم ان کے دکھ کو بانٹ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ میں کہنا نہیں چاہوں گی کیونکہ اگر میں کہوں گی تو شاید میرے دل میں بھی وہ درد ہے صدیقی صاحب کے لیے کیونکہ انہوں نے مجھے اپنی بیٹی کہا تھا۔ بعض مرتبہ میں مشاورت کرنے جاتی تھی تو وہ مجھ سے کہتے تھے کہ بی بی آپ مجھے ہی بلا لیتے، تو اس بات کا دکھ اور درد میرے خیال میں ہم تمام پاکستانیوں کو ہے۔ اللہ تعالیٰ صدیقی صاحب کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطافرمائے، آمین۔ شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر خلیل طاہر صاحب، جی جی پرویز صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: چیئرمین صاحب، یہ مناسب محسوس نہیں ہوتا ہے کہ ایوان میں اس قسم کی مجھے وضاحت پیش کرنی پڑے لیکن میں اپنی بہن کی تسلی کے لیے اور اس ایوان میں لوگوں کی تسلی کے لیے اور record کی درستی کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل Federal Cabinet کے بیشتر اراکین وہاں پر موجود تھے، Senate میں ان کے colleagues وہاں پر موجود تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں خود موجود تھا۔

سینیٹر پرویز رشید: آپ خود بھی تشریف لے گئے تھے، یہ سب لوگ موجود تھے، یہ ضروری نہیں ہوتا کہ camera کی آنکھ جن کو دیکھ رہی تھی صرف وہی لوگ موجود تھے، camera کی آنکھ محدود لوگوں تک رہتی ہے کیونکہ camera کسی ایک جگہ پر ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رات کو Prime Minister Sahib بھی گئے تھے۔

سینیٹر پرویز رشید: Prime Minister Sahib کل رات کو ان کے گھر گئے، آج مسلم لیگ کے ہمارے قائد اور صدر نواز شریف صاحب ان کے گھر گئے تھے، اسحاق ڈار صاحب ان کے گھر میں تھے، وہ ہمارے قریب ترین ساتھیوں میں سے تھے، ان کا بہت عزت اور احترام ہمارے دل میں تھا۔ للذا یہ ضروری ہے کہ record درست رہے اور اسی لیے میں آپ کی خدمت میں یہ بات عرض کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر خلیل طاہر صاحب۔

سینیٹر خلیل طاہر: جناب چیئرمین بہت شکریہ، سینیٹر پرویز رشید صاحب کے بولنے کے بعد۔

(اس موقع پر سینیٹر جان محمد ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جان صاحب آپ بیٹھیں، اس کے بعد۔ دو روز سے آپ کہاں تھے۔ یہاں سے ہم نے تین لوگوں کو موقع دیا ہے اور یہاں سے دو کو، پھر بھی یہ ناراض ہو کر جا رہے ہیں۔ جی خلیل طاہر صاحب۔

Senator Khalil Tahir

سینیٹر خلیل طاہر: بہت شکریہ جناب چیئرمین، آج کا دن واقعی جو شہادت صاحب فرما رہے ہیں کہ سیاست کا دن نہیں ہے۔ میری بہن نسیمہ جو فرما رہی تھیں کہ اس کو میں ان الفاظ میں کہوں گا کہ دکھ بانٹنے سے درد کم ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے سامنے تیس بندوں کی list ہے۔ ایک وقت پر تیس لوگ تو بات نہیں کر سکتے، one by one بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر جان محمد صاحب۔

سینیٹر خلیل طاہر: میں نے تو ایک منٹ لینا تھا، sorry مجھے نہیں پتا تھا۔ جناب! میں کہتا ہوں کہ محبت کو اس وقت تک اپنی گہرائی کا احساس نہیں ہوتا جب تک بچھڑنے کا وقت نہیں آ جاتا۔ آج پتا چلا سب کو اور کل سے بھی جب سے بیمار تھے کہ کس حد تک لوگ ان سے پیار کرتے تھے اور میں صرف چھوٹی سی ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ خفیہ گوشہ پرویز رشید صاحب کی طرح مجھے ایک دن اپنے office بلایا C-Block میں، کہا کہ یہ بہت مظلوم خاتون ہے اور کافی لوگ بیٹھے تھے تو کہنے لگے کہ اس کا دنیا میں خدا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے تو اس کی کچھ مدد کرنی ہے۔ میں جو بھی کر سکتا تھا کیا کیونکہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کچھ ایک ہاتھ سے کرتے ہیں تو دوسرے کو نہ بتائیں، تو کہتے ہیں کہ سندھ میں اور کس کس کو phone کروں۔ میں نے کہا جی آپ قادر صاحب کو کریں، ادھر بھائی بیٹھے ہیں ان کو phone کریں۔ تو اس حد تک دوسروں کے دکھوں کا خیال رکھنے والے میرے پاس تو شاید الفاظ نہیں ہیں ان کے لیے لیکن استاد ہونا اور ان سے سیکھنا، میں ہمیشہ ان کے office میں جاتا تھا، بیٹھتا تھا وہ نہیں بھی ہوتے تھے تو کہتے تھے یہ آپ کا office ہے۔ تو میں صرف آخری بات کہوں گا کہ

دنیا دے وچ رکھ فقیرہ ایسا بہن کھلون
کول ہوویں تے لوکی ہسن دور جاویں تے رون

بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ خلیل طاہر صاحب، محترم سینیٹر جان محمد صاحب۔

سینیٹر جان محمد: بڑا افسوس ہوتا ہے، جب آپ لوگ یہ رویہ رکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: 2025 میں آپ لوگ، ماشاء اللہ۔

سینیٹر جان محمد: آپ مذاق نہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بات کریں۔اس دن سیاست نہیں ہونی چاہیے۔

سینیٹر جان محمد: سیاست تو ٹھیک ہونی چاہیے اور سب کے لیے برابر ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جان محمد صاحب۔

Senator Jan Muhammad

سینیٹر جان محمد: سب سے پہلے میں اپنے استاد، رفیق، دانشور، ممتاز صحافی، ادیب، کالم نگار محترم سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور دعا مغفرت کرتا ہوں کہ اللہ پاک ان کو اپنی جوار رحمت میں آسودہ جگہ عطا فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ وہ ایک انتہائی سنجیدہ، باحوصلہ، دھیمے الفاظ میں گفتگو کرنے والا ایک دانشور تھا جس نے اپنے علم، قلم، اور کارکردگی کے زور پر اس سماج میں جگہ بنائی۔ بنیادی طور پر سیاست میں ان کا جو مقام ہے وہ دانش ور کا ہے، ادیب کا ہے، صحافی کا ہے شاید یہ ان کی وہ خصوصیات ہیں کہ جس کی وجہ سے سیاست میں ان کو مقام ملا اور ہم سب ان کی عزت کرتے ہیں۔ گفتگو میں سنجیدگی، رویے میں شفقت اور باوقار انسان کی حیثیت سے انہوں نے اس ایوان میں جتنے بھی دن گزارے اور جس مقام پر بھی رہے انہوں نے کوشش کی کہ وہ انتہائی سلیقے کے ساتھ، سیاسی تدبر کے ساتھ، اور شائستگی کے ساتھ اپنی بات رکھیں۔ بات رکھنے کے علاوہ ایک اور بھی بڑی خصوصیت ان کی تھی کہ وہ ہر ایک کی پوری بات سنتے تھے۔ ہمارے ہاں عمومی طور پر ایک رویہ ہوتا ہے کہ ہمارے دانشور دوسروں کو بتانے کے لیے تو ان کے پاس بہت کچھ ہوتا ہے لیکن جب سننے کی بات آتی ہے تو ان کے اعصاب جواب دیتے ہیں۔ لیکن عرفان صدیقی صاحب ان شخصیات میں سے تھے جو تلخ سے تلخ بات بڑی شائستگی کے ساتھ سنتے تھے، پھر اس کا جواب بھی بہت ہی دھیمے الفاظ میں دلیل کے ساتھ ان کو واپس کرتے تھے۔ اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ سینیٹر جان محمد صاحب۔ سینیٹر مولانا عبدالوسع صاحب۔

Senator Abdul Wasay

سینیٹر عبدالواسع: (عربی) جناب چیئرمین! اس موقع پر ہم ایسی شخصیت کے تعزیتی ریفرنس کے حوالے سے بات کر رہے ہیں جو کہ نہ صرف وہ اپنے جماعت کے لئے بلکہ پورا ایوان

اور تمام جماعتوں کے لئے قابل احترام شخصیت تھے اور تمام جماعتوں میں اُنہیں احترام کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ نہایت باوقار، محبت کرنے والے اور اس طرح شائستگی سے گفتگو کیا کرتے تھے کہ ہر شخص یہ محسوس کرتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ میرے ہی دوست ہیں، یہ سب سے زیادہ میرے ہی رفیق ہیں۔

لہٰذا اللہ جل جلالہ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ (عربی)۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اللہ نے آپ کو ایک نرم دل، ایک خوش مزاج اور ایک اچھی گفتگو کرنے والا پیدا کیا ہے۔ اگر اس طرح کے کوئی تُرش، تلخ اور بدنیت انسان ہوتے تو آپ کے ارد گرد کے سارے ساتھی، آپ سے دور ہو جاتے تھے اور آپ اکیلے رہ جاتے تھے۔ لہٰذا قیادت جیسے کہ ہمارے قائد ایوان تھے یا مسلم لیگ کے پارلیمانی لیڈر تھے، سب لوگ اُن کو احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس موقع پہ ہم ان کی جتنی بھی تعریف کریں، وہ کم ہے۔ اگر اُن کی ساری زندگی پر نظر ڈالتے ہوئے کوئی بھی مورخ تاریخ لکھے گا تو اس میں کافی وقت لگے گا۔ ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اُن کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہمارے درمیان اس طرح کی اگر شخصیات موجود ہوں تو اللہ تعالی اُن کی عمر دراز کر دے کیونکہ اس وقت پاکستان جس موڑ پر کھڑا ہے اور جن حالات میں ہیں، تو ان حالات میں پاکستان کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جیسے عرفان صدیقی مرحوم رحمت اللہ علیہ تھے۔ لہٰذا مجھے یقین ہے جناب چیئرمین کل یا پرسوں جو یہاں ایک آئینی ترمیم پاس ہو چکی ہے اور اس ترمیم کے دوران اگر اللہ نے انہیں زندگی دی ہوتی اور وہ اِدھر موجود ہوتے تو مسلم لیگ کے دوست اور حکومت کے لوگ اپنے محسنوں کے ساتھ، اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس طرح سلوک نہ کرتے جیسے کہ جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ کل یا پرسوں انہوں نے کیا۔ یہ وہی جماعت ہے کہ جب اُن پر کوئی مشکل وقت آئے اور دونوں جماعتوں پر جب مشکل وقت آئے تو جمعیت علمائے اسلام نے باجوہ اور فیض کے خلاف تحریک چلا کے انہیں یہاں تک پہنچا دیا لیکن آج انہوں نے ہمارے بندوں پر pressure ڈال دیا اور اُنہیں اپنی پارٹی کے خلاف بنا دیا

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب! یہ بات کسی اور موقع پر کر لیں ویسے بھی شریعت کے حوالے سے بھی یہ مناسب نہیں ہے۔

سینیٹر عبدالواسع: میں سمجھتا ہوں کہ اگر صدیقی صاحب ادھر ہم میں موجود ہوتے تو مجھے یقین ہے کہ وہ کبھی یہ مشورہ نہ دیتے اور وہ یہ کہتے کہ اپنے دوستوں کے ساتھ اس طرح کا

عمل نہیں ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! اسلام آباد میں جو کل خودکش حملہ ہوا اور اُس کے لیے ہم نے دعا تو کر دی ہے لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ دارالحکومت اسلام آباد میں حملہ جس میں بڑی تعداد میں جوان اور خواتین بھی شہید ہو چکی ہیں، یہ ہمارے لیے ایک signal اور ایک message ہے۔ لہٰذا ہم parliamentarians اور حکومت اپنی ذمہ داری کا احساس کر کے ایسا ماحول پیدا کر لیں جس سے ہم اپنے ملک کو بھی محفوظ رکھ سکیں اور اپنے دارالحکومت کو بھی محفوظ رکھ سکیں۔ لہٰذا اس موقع پر میں ایک مرتبہ پھر عرفان صدیقی صاحب کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ وآخر دعوانا اِن الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آمین ثُمَّ آمین۔ سینیٹر سید وقار مہدی صاحب۔

Senator Syed Waqar Mehdi

سینیٹر سید وقار مہدی: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ آج اس ایوان میں ہم اپنے مرحوم ساتھی، اُستاد، مہربان عرفان صدیقی صاحب کے لیے تعزیتی ریفرنس میں شریک ہیں اور بڑا دکھ ہے کہ آج وہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں۔ عرفان صدیقی صاحب ایک نہایت شفیق انسان تھے۔ وہ استاد بھی تھے، parliamentarian بھی تھے، دانش ور بھی تھے، کالم نویس بھی تھے، شاعر بھی تھے، مصنف بھی تھے، اُن کو ان کی خدمات کے اعتراف میں ہلالِ امتیاز سے بھی نوازا گیا تھا۔ میں جب 2022 دسمبر میں اس ایوان میں آیا اور میں 100 number seat پر بیٹھتا تھا جہاں اب سعدیہ عباسی صاحبہ بیٹھتی ہیں، تو وہ یہاں اِس طرف کہیں بیٹھتے تھے اور میرے حلف اٹھانے کے بعد، مجھے مبارک باد دینے کے لیے میرے پاس وہاں آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ کیوں تشریف لائے، میں خود آ جاتا تو انہوں نے بہت پیار سے کہا کہ آپ جیسے کارکن پر ہم فخر کرتے ہیں کہ آپ جیسے political worker کو پاکستان پیپلز پارٹی نے بھیجا۔

آپ یہ دیکھیں کہ کس طرح سے ایک سیاسی کارکن کو اُنہوں نے welcome کیا اور وہ ہمیشہ سیاسی کارکنوں کی بہت ہمت افزائی اور بہت قدر کرتے تھے۔ ہمیں انتہائی دکھ ہے کہ آج وہ ہم میں نہیں رہے۔ آج یہ ایوان بھی اُن کے بغیر بڑا سونا لگ رہا ہے اور بہت افسردہ لگ رہا ہے۔ جب ہمیں اُن کی علالت کی خبر ملی اور وہ یہاں session میں نہیں آ رہے تھے تو ہمیں معلوم کرنے پر پتا چلا کہ وہ شدید علیل ہیں۔ اس پر فوری طور پر میں، شہادت اعوان صاحب، مسرور احسن صاحب اور ہمارے سرمد بھائی، ہم اُن کی عیادت کے لیے ہسپتال گئے اور وہاں پر اُن

کے جو بھی لواحقین تھے، اُن سے ملے۔ اُن سے خیریت بھی معلوم کی اور مزاج پرسی بھی کی اور پھر دس نومبر کی رات یہ افسوس ناک خبر ملی کہ وہ دنیافانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔

عرفان صدیقی صاحب، گوکہ اُن کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے تھا لیکن وہ جمہوری اور سیاسی قوتوں کا ایک اثاثہ تھے۔ وہ اِس ملک کا ایک اثاثہ تھے اور میں نہیں سمجھتا کہ اُن کے انتقال سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ کہیں آسانی سے پُر ہو سکے گا۔ وہ ہمیشہ اس ایوان میں بھی، جب ہم lobby میں بیٹھتے تھے اور جب یہاں اس ایوان میں داخل ہوتے تھے تو وہ ایک انتہائی خوش لباس، خوش گفتار اور خوش خوراک انسان تھے۔ جیسے کہ مانڈوی والا صاحب بات کر رہے تھے تو وہ ایسے ہی دوستوں کے ساتھ بالکل بے تکلفی کے ساتھ بات کیا کرتے تھے۔

پچھلے ایک یا دو سال میں جب بھی وہ دو دفعہ کراچی آئے تو انہوں نے مجھے فون کیا۔ مجھے یاد ہے کہ عامر جستی صاحب کی رَہائش گاہ پر ایک Iftar dinner تھا جس میں وہاں پر میں بھی مدعو تھا۔ جب میں عرفان صدیقی صاحب سے ملا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ میں تقریباً سارا وقت ہی اُن کے ساتھ وہاں بیٹھا رہا۔ مجھ سے انہوں نے وہاں ذکر کیا کہ ہمارے colleague تھے جام مہتاب ڈھر، اِس House میں تھے۔ انہیں کہا کہ مجھے اُن سے ملنا ہے تو میں نے کہا کہ میں آپ کی فون پر بات کروا دیتا ہوں۔ وہ بولے کہ نہیں! مجھے اُن کے گھر جانا ہے۔ اوباڑو میں جام مہتاب صاحب پر ایک attack ہوا تھا جس میں اُن کے کوئی دو ساتھی بھی شہید ہو گئے تھے، تو انہوں نے کہا مجھے جانا ہے اور آپ مجھے لے کے جائیں۔ تو میں اُن کے ساتھ وہاں گیا۔ ایک دفعہ وہ Quaid-i-Azam Mazar Management Board کے رکن تھے۔ وہ جب کراچی تشریف لائے تو اُن کی مہربانی تھی کہ مجھ جیسے ناچیز کو وہ فون کرتے تھے، یاد کرتے تھے اور مجھے اچھا لگا کہ مجھے انہوں نے حکم کیا۔ تو اس طرح اُن سے بہت قربت بھی رہی اور چونکہ وہ انتہائی با اخلاق، با ادب تھے اور اُن کے اندر تہذیب اور تمدن کا ایک انداز بھی تھا۔ ایسے لوگ جب اس دنیا سے چلے جاتے ہیں تو اُن کا چرچا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ ہمیں اس بات کا انتہائی دکھ ہے کہ عرفان صدیقی صاحب ہم میں نہیں رہے، ان کی کمی ہمیشہ اس ایوان میں سیاسی اور جمہوری قوتوں کو محسوس ہوتی رہے گی۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے درجات کو ہمیشہ بلند رکھے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ۔

Senator Samina Mumtaz Zehri

Senator Samina Mumtaz Zehri: Thank you Sir. It is a very sad day and the passing of Senator Irfan Sahib is a deep loss for all of us, a big loss and I don't have words, because I am feeling quite emotional. He was a great man, a great gentleman rather, who was defined by his intellect, integrity and quite strength. He was not only our colleague but he was also a teacher to many of us. The way my colleagues know him, I did not know him that well but my short time that was spent with him, he talked me quite a lot in my committees where he would be a member along with me, he would always, every time when I get emotional or out of control or get angry, he would always gently advise me to calm down,

وہ کسی نہ کسی طریقے سے اسی subject پر لا کر میری side لیتے تھے اور ان کو اپنے طور پر intellectually سمجھاتے تھے اور پھر convince کر دیتے تھے جو میں probably emotional ہو کر یا غصہ میں آ کر نہیں کروا سکتی تھی۔ انہوں نے بہت ساتھ دیا۔ The funny thing about Irfan Siddiqui Sahib was that he always would come up to you and cheer you up, he would always smile and knew how you were feeling, and he always say something to cheer you up, وہ ہمیشہ آپ کو ایک push کرتے تھے کہ you can do it اور ہمیشہ ساتھ دیتے تھے۔ He was a humble man, ان کی education, culture and foreign policy پر great and remarkable contributions ہیں۔

He had a balanced view, his constant call for unity, understanding and decency in public life.

جناب والا! میں نے انہیں یہاں پر کبھی بھی جاہلوں کی طرح چیختے ہوئے نہیں دیکھا تھا، and he would always وہ اپنی party lines پر properly کام کرتے تھے guide his seniors and juniors with his own temperament کہ اس طرح نہیں بلکہ اس طرح سے ہے۔ Even when a lot

of us would misbehave and get out of lines, he knew how to put us straight without actually raising his voice, بہت پیار کے ساتھ، تحمل کے ساتھ ہمیں سمجھاتے تھے۔ I don't think I can say enough, he would not only debate in the House لیکن ان کی تقاریر اور ان کے کالم ہمیں leadership کا ایک message بھیجتے ہیں جس میں it was always rooted with truth, modesty and consistence service. مجھے ان کی دو، تین چیزیں یاد ہیں، ہم جب بھی کمیٹی میں بیٹھتے تھے اور کوئی بات ہوتی تھی تو میں ہمیشہ Human Rights Committee میں کوشش کرتی تھی کہ we had more than just biscuits but ان کا مجھے ہمیشہ ایک note آتا تھا and I knew mostly he would have that message which I properly have in my notes somewhere, he writes 'where are the *pakoras*?', his love for *pakoras* would never ends and that always brings his smile to my face. It was very sad when I informed that he had been hospitalized. I have lost my father and very few people in my life I have noticed that it makes difference and he did. اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کرے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آمین، ثم آمین۔ سینیٹر ایمل ولی صاحب۔

<u>Senator Aimal Wali Khan</u>

سینیٹر ایمل ولی خان: شکریہ، جناب چیئرمین! شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ آج یہ ماحول اور یہ دن اتنے افسردہ ہیں کہ اس افسردہ ماحول میں بات کرنا حقیقتاً مشکل کام ہوتا ہے اور پھر ایک ایسا کردار جس طرح میری اپنے اکابرین کے ساتھ بات ہوئی، قربت ضرور رہی ہو گی لیکن میں نے انہیں as a colleague اس ایوان میں ڈیڑھ سال میں جو دیکھا ہے کہ ان کا کردار حقیقتاً ایک استاد کا کردار تھا۔ وہ کردار ہر قدم پر، ہر ماحول میں، ہر بیٹھک میں ایک استاد کا کردار تھا۔ یہ چیز on record رہ گئی ہے کہ وہ بیٹا بولتے تھے، ان کے ساتھ ڈیڑھ سال میں ایک قدر کا رشتہ بن گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب یہ کسی کی نہیں مانتا تو میں بولتا ہوں کہ بس بیٹا بیٹھ جاؤ تو یہ فوراً بیٹھ جاتا ہے، یہ ایک قدر ہوتی ہے۔ پھر ایک انسان کو دیکھیں ایک تو ہم جیسے خوش قسمت لوگ ہوتے ہیں جن کے نصیب میں grassroots level,

اللہ کی طرف سے یہ دن لکھے ہوتے ہیں، ایسے گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں جنہوں نے قربانیاں دی ہیں یا محنتیں کی ہیں اور ہم ایک تیار گھوڑے پر آ کر سوار ہو جاتے ہیں، ہمارا اور پھر ایسے لوگ جو بالکل ground level سے اٹھتے ہیں، ایک استاد اور پھر ان کا سفر Vice Chancellor تک پہنچتا ہے۔ میرے خیال میں کوئی چھوٹا سفر نہیں ہو گا، یہ بہت بڑا سفر ہو گا۔ Vice Chancellor کے بعد ان کے اپنے نظریے کے لیے جو خدمات بذریعہ صحافت انجام دیں یا پھر پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ساتھ نرم وقت میں، سخت وقت میں کھڑے ہوئے کہ literally he was the brain behind Pakistan Muslim League (N). ہم دیکھتے ہیں کہ ان اوقات میں جو کردار انہوں نے ادا کیا، وہ تصویر آج بھی ان لوگوں کو haunt کرے گی کہ ان کے ہاتھ میں قلم اور ہتھکڑی لگی ہوئی تھی، یہ اس نظام کی عکاسی کرتی ہے۔

جناب والا! آج افسوس کا دن ہے اور اس افسوس والے دن پر عوامی نیشنل پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی کے تمام کارکنان، ہم سب سینیٹر صاحب کے گھر والوں کے ساتھ، ان کی extended family کے ساتھ، پاکستان مسلم لیگ (ن) اور میاں نواز شریف کے دکھ میں ہم شریک ہیں۔ میں ایک بات ضرور کروں گا کہ یہاں آ کر پھر دل دکھتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ریاست کا دل نہیں ہوتا، وقت کے ساتھ ساتھ پتا چلتا ہے کہ ریاست کے سینے میں دل گوشت کا نہیں، شاید پتھر کا بھی ہوتا تو شاید، ہم نے دیکھے ہیں کہ پتھر بھی ٹوٹتے ہیں، یہ کوئی لوہا ہے، بڑا افسوس ہے۔ آج کا رویہ دیکھیں، آپ بھی دو دن پہلے یہاں بیٹھے تھے جب 27ویں آئینی ترمیم ہونے جا رہی تھی تو House میں کوئی کرسی خالی نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ as a Senator میں خود اسلام آباد میں نہیں تھا، میں گاؤں سے travel کر کے خاص اس لئے آیا ہوں کہ آج سینیٹ میں ہم نے سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کو یاد کرنا ہے۔ میں بڑے افسوس سے یہ بات کہوں گا کہ میں تو Opposition ایک دوسری جماعت کا نمائندہ آپ کے دکھ اور درد میں شریک ہونے آیا ہوں۔ کیا وہ رویہ نہیں مل سکتا ہمیں جو آج سے دو دن پہلے قانون پاس کرتے ہوئے جو رویہ مل رہا تھا؟ پھر تو آج اچھا ہوتا کہ آج آپ اجلاس اس نام پر نہ بلاتے بلکہ ایک emergency اجلاس بلاتے 27ویں ترمیم کی شقوں کی تبدیلی کے لیے، اس میں تمام لوگ آ جاتے، پھر ہم سب مل کر سینیٹر صاحب کو یاد کر لیتے۔

ایک پی ٹی آئی پارٹی کی اپنی سینیٹر صاحبہ کو میں سلام پیش کرتا ہوں جو یہاں آ کر بیٹھی ہیں اور وہ اپنی ذاتی حیثیت میں آئی ہیں۔ ہم سب House کی طرف سے آج ان کو سلام پیش کرنا چاہیے کہ جس بے وقاری کے دور میں وہ لوگ آج نہیں ہیں۔ آج ہم نہ کچھ اور کر رہے ہیں ہم صرف اپنے ایک سینیٹر کو یاد کر رہے ہیں۔ وہ آج ہمارے درمیان نہیں ہیں۔ یہ ان کی عزت اور بے عزتی کی بات ہے لیکن حقیقتاً سینیٹر صاحبہ نے آج ہمارا دل جیت لیا ہے کہ جو آج خود اپنی طرف سے آئی ہیں اور اپنی پارٹی کے نظریے کے خلاف۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کون سا نظریہ ہے جو مُردوں کو بھی نہیں بخشتے لیکن ان کے نظریے کے خلاف بھی اگر سینیٹر صاحبہ آئی ہیں تو میں اس کو داد پیش کرتا ہوں, sorry to say sir یہ رویہ ہمیں انسانیت سے دور کرتا ہے۔ ہمارے Leader of the House آ گئے ہیں، میرے چاچا بھی ہیں۔ یہ دن بڑے سنجیدگی کے دن ہیں۔ کم از کم تمام Parliamentary Leaders اپنے Senators سے پوچھیں کہ ایسا کیا ضروری کام تھا جو اس سے زیادہ ضروری تھا کہ وہ وہاں مصروف ہیں اور آج ادھر نہیں ہیں۔ بہت شکریہ۔

میں آخر میں ایک مرتبہ پھر سینیٹر صاحب اُن کی family اُن کے گھرانے اور ان کے نظریے کے تمام دوستوں کے غم میں شریک ہوں۔ اللہ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور اللہ تمام گھر والوں کو صبر عطا فرمائے۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، شکریہ۔ محترم قائدِ ایوان، محمد اسحاق ڈار صاحب۔

<u>Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House</u>

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائدِ ایوان): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آج کا اجلاس خصوصاً ہمارے ساتھی، مسلم لیگ (ن) کے پارلیمانی لیڈر اور Foreign Affairs Committee کے Chairman جو ہم سے جدا ہو چکے ہیں اُن کی یاد کے لیے اُن کو tribute پیش کرنے کے لیے اور اُن کو ہدیہ تبریک پیش کرنے کے لیے آج کا اجلاس بلایا گیا ہے۔ صدیقی صاحب سے قریباً پچھلی چار دہائیوں میں اُن کی مختلف capacities میں ہمارا تعلق رہا۔ جب وہ استاد کے طور پر پڑھاتے تھے، تو ایک بہت عظیم استاد گنے جاتے تھے۔ ان کے شاگردوں میں لوگ Chief of Army Staff بھی بنے، اور بڑے بڑے لوگوں نے politics اور bureaucracy میں انہوں نے اعلیٰ مقام پایا۔ جب وہ journalism کے شعبے میں آئے تو اس میں بھی اپنا کمال دکھایا۔ ان کے columns آج بھی اُس کو یاد

کرتے ہیں۔ ان کی تصانیف قلم کو گھڑی اور نقشِ خیال یہ تمام وہ چیزیں ہیں جس کے حوالے سے انہوں نے journalism میں بھی ایک بہت ہی اعلیٰ مقام اللہ تعالیٰ نے اُن کو عطا کیا۔

اس کے ساتھ ساتھ جب وہ politics میں آئے بلکہ اس سے پہلے مجھے یاد ہے کہ ہمارے Muslim League (N) کے جو early tenures گزرے ہیں اُس میں جب ہمارے صدر جناب (مرحوم) رفیق احمد تارڑ صاحب صدر بنے تو وہ ان کے Press Secretary رہے اُس حوالے سے بھی انہوں نے Press Secretary صدر پاکستان کی حیثیت سے اپنے فرائض انتہائی خلوص بڑے impressive انداز سے ادا کیے۔ وہ جب نہیں رہے تو وہ سابق وزیراعظم Mian Muhammad Nawaz Sharif کے Special Assistant to the Prime Minister on National Affairs بھی رہے اور اس میں بھی انہوں نے اپنا مقام پایا۔

مارچ 2021 میں وہ Senate of Pakistan کے رکن بنے۔ چھ سال کے لیے ان کے tenure میں ابھی تقریباً ڈیڑھ سال باقی ہے مارچ 2027 تک ان کا tenure تھا۔ یہاں وہ Muslim League (N) کی طرف سے Parliamentary Leader مقرر ہوئے۔ تعلیم اور اُس کے بعد Foreign Affairs کے حوالے سے وہ کمیٹیوں کے چیئرمین رہے۔ unfortunately اس ملک کی سیاسی تاریخ ہے اُس نے ایک ایسے اچھے شخص کو 2019 میں نہیں بخشا۔ اس وقت بھی حکومت نے ایک مختصر مدت کے لیے ان کو سیاسی قیدی بھی بنایا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ان کی زندگی تعلیم و تدریس as a journalist اور میڈیا صدر پاکستان کے سیاسی سیکرٹری کے حوالے سے ایک بھرپور اُن کا background تھا۔ سینیٹ میں وہ جب منتخب ہوئے تو یہاں پر بھی انہوں نے اپنی qualities کو منوایا۔ ہر ایک کے ساتھ چاہے وہ treasury benches ہوں یا opposition benches، انتہائی خلوص اور پیار سے deal کرتے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ انہوں نے امورِ خارجہ کمیٹی میں بھی بہترین طریقے سے اپنی خدمات سرانجام دیں۔

اس کے علاوہ recently دیکھا ہو گا کہ جب آپ available نہیں ہوتے تھے اور Presiding Officers میں ان کا نام ہوتا تھا تو جس کرسی پر آپ تشریف فرما ہیں as Presiding Officer انہوں نے اس ایوان کو بڑے خلوص کے ساتھ اور بڑے impressive طریقے سے چلایا۔ اپنے arguments سے اپوزیشن کو رام کر لیتے تھے دونوں طرف ان کا جو اخلاق تھا، اس کی acceptability عزت اور احترام کو ہم

نے practically دیکھا۔ 2014 میں ان کی جو ملکی خدمات تھی اُس کے حوالے سے انہیں مسلم لیگ (ن) نے ہلالِ اِمتیاز عطا کیا۔ وہ انتہائی شفیق دوست اور دیانت دار شخصیت تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیاں اکٹھی کی۔

ان کی بیماری کوئی لمبی چوڑی نہیں تھی چند ہفتوں کی بیماری تھی۔ وہ قریباً دو مہینے پہلے بیمار ہوئے اُس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنی جلدی دنیا سے چلے جائیں گے۔ لاہور میں میاں نواز شریف صاحب ان سے ملنے گئے ان کا check-up Sharif Trust Hospital میں کروایا گیا، پھر وہ اسلام آباد آئے کچھ دیر Al Shifa Hospital میں رہے، پھر PIMS میں۔ قصہ مختصر یہ کہ آخری ہفتے تک کم از کم WhatsApp پر messages اپنے دوستوں کو کر رہے تھے۔ اُن کے افسوس کے لیے جب ان کے family سے ملاقات ہوئی تو چھوٹے بیٹے سے ان کی بڑی attachment تھی، انہوں نے مرنے سے دو تین دن پہلے اس کو بلایا اور کہا کہ میرے WhatsApp سے جتنی chats ہے اس کو delete کر دیں ماسوائے میاں محمد نواز شریف کی chat کے، وہ رکھے باقی ساری chat delete کر دیں۔ پتا نہیں انہیں کیا سوچ آئی، اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا indications دیں، یہ صرف 48 گھنٹے پہلے کی بات ہے، مجھے اس بات کا نہیں پتا تھا، آج ہی پتا چلا۔

کل ہم نے جنازے پر جانا تھا، میاں نواز شریف صاحب بھی آ رہے تھے، وزیراعظم صاحب اور میں بھی تیار تھا لیکن جو suicidal attack ہوا اس میں تمام intelligence agencies کی طرف سے بڑی سختی سے منع کیا گیا کہ جو suicidal attack ہوا ہے بالکل قبرستان کے قریب نماز جنازہ پڑھی جانی تھی تو series of attack کی possibility ہے اور آپ کے لیے انتہائی security risk ہے اس لیے آپ نہ جائیں۔ اس لیے پھر ہم ان کے گھر حاضر ہوئے۔ یہ بات ان کے بچوں نے بتائی پھر ان کی اخلاقیات دیکھیں کہ ان کو میاں نواز شریف صاحب کا کوئی message آیا اور ابھی تین چار روز پہلے دوران علالت ہسپتال میں کاغذ اور پنسل منگوایا اور لکھنا شروع کیا، تین چار lines لکھیں۔ ان کے بچے آج ہمیں بتا رہے تھے کہ ہم نے کہا کہ آپ جو یہ لکھ رہے ہیں ہمیں بتا دیں، بولیں تو ہم لکھ دیتے ہیں اور کیوں نہ WhatsApp message record کروا کر بھیج دیں، تو انہوں نے کہا کہ نہیں، اگر مجھے ایک اچھا پیغام آیا ہے تو میرا فرض ہے کہ میں لکھ کر اس کا جواب بھیجوں، یہ ان کا اخلاق تھا یعنی یہ وہ شخصیت ہیں جو آج کے دور میں دنیا میں نایاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں اعلیٰ درجات عطا کریں، جنت الفردوس میں انہیں اعلیٰ مقام عطا کریں، ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کریں اور چونکہ میں بھی ان ایوانوں میں تقریباً چوتھی دہائی سے involved ہوں، پہلے دو مرتبہ قومی اسمبلی اور یہ میری پانچویں term Senate میں ہے، جب آئینی ترمیم کا موقع آتا ہے تو اس وقت ہم نے دیکھا جیسا کہ آج قومی اسمبلی میں خورشید شاہ صاحب جو کہ بہت seriously ill ہیں لیکن wheel chair پر آئے۔ میں دو تین ہفتے سے ان کا پتا تو کر رہا تھا کہ ان کی طبیعت کیسی ہے، ان کو ICU میں رکھا تھا تو ڈاکٹروں کی طرف سے ملنے کی اجازت بھی نہیں تھی اور وہ avoid کرنے کا کہتے تھے لیکن میں نے اپنے دو ساتھیوں کو بھیجا اور پتا کروایا کہ جا کر دیکھ کر آئیں کہ ان کی ایسی طبیعت ہے، یہ صرف ایک دن پہلے جب یہاں پر ترمیم پیش ہونی تھی اور voting ہونی تھی تو وہ گئے، انہوں نے کہا کہ ان کو کافی قسم کے gadgets لگے ہوئے ہیں اور وہ تقریباً semi-conscious ہو چکے ہیں اور یہ مناسب نہیں ہو گا اگر ڈاکٹر نے کہا تو ہم انہیں stretcher وغیرہ پر لے آئیں تو وہ مناسب نہیں تھا۔ اخلاق اس کا تقاضا کرتا تھا کہ ہم اپنے ووٹ کی خاطر انہیں تکلیف دے کر اس حالت میں ambulance میں یہاں نہ لائیں اور ہم نہیں لائے۔

میری گزارش ہو گی اور I am sure کہ ہر ساتھی جو اس ایوان میں ہے چاہے وہ میرے دائیں یا بائیں بیٹھے ہیں وہ ان کے لیے اچھے کلمات پیش کریں گے۔ میری ایک اور گزارش ہو گی کہ ہماری جو روایات ہیں، چونکہ Cabinet meeting بھی ہے تو میں آپ کی اور ساتھیوں کی اجازت سے جو standard ہماری condolence resolution کی ہے وہ میں پیش کرتا ہوں لیکن سارے ساتھی جو اس وقت available ہیں وہ اس پر دستخط کریں، میں sign کرکے اپنے ساتھیوں کو دوں گا، وہ سب سے sign کروائیں گے اور اگر آپ کی اجازت ہو تو میں resolution پڑھ دوں جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ضرور۔

Condolence Resolution moved by Senator Mohammad Ishaq Dar expressing profound grief and sorrow over the sad demise of Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

Senator Mohammad Ishaq Dar: “This House expresses its profound grief and sorrow over the sad demise of Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui, one of the

distinguished Member of Senate of Pakistan, who passed away on 10th of November, 2025.

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui was prominently known as a famous columnist and author of many books. His famous writings include the books titled “PTI and Pakistan, From Cypher to Final Call” and “Qalam ko Hathkari”.

His political career deeply intertwined with the Pakistan Muslim League Nawaz, where he served as a key intellectual and Special Adviser on National Affairs to the former Prime Minister of Pakistan, Mian Muhammad Nawaz Sharif. He also served as a member of the Senate of Pakistan representing Punjab Province from March 2021 until his death and held key roles including Parliamentary Party Leader of PML-N in the Senate and Chairman of the Senate Standing Committee on Foreign Affairs and Senate Standing Committee on Federal Education and Professional Training. He was awarded one of the highest civil awards the *Hilal-e-Imtiaz* award by the President of Pakistan in 2014 in recognition of his distinguished services in the fields of journalism, literature and public service.

The services rendered by Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui would be long remembered and his loss will be deeply mourned. We all share the loss sustained by his family, friends and party. This House expresses its deepest sympathies with the bereaved family. We pray to Almighty Allah to shower His infinite blessings upon the departed soul and may his soul rest in eternal peace (Aameen).”

I would request that a copy of this resolution may be sent to the bereaved family. Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب میں قرارداد کو ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ میرے خیال میں اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن پھر بھی قانوناً قواعد و ضوابط کے مطابق ہے۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عامر ولی الدین چشتی صاحب۔

Senator Amir Waliuddin Chishti

سینیٹر عامر ولی الدین چشتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین! چونکہ عرفان صدیقی صاحب بہت ہی قدآور شخصیت تھے تو میں اپنی تعزیتی تقریر کا آغاز ایک شعر سے کرنا چاہتا ہوں:

وہی قرار جو وجہ قرار تھا نہ رہا
وہ جو ایک شجر سایہ دار تھا نہ رہا

عرفان صدیقی صاحب ایک عہد ساز شخصیت، ایک روشن عہد کے امین تھے۔ میرا تعلق عرفان صدیقی صاحب سے بطور شاگرد رہا، میں جب سینیٹ میں آیا تو ان کو بہت ہی شفیق، مہربان اور مخلص پایا۔ یہ شاید میری خوش نصیبی ہے کہ عرفان صدیقی صاحب جب بھی کراچی آتے تھے تو میرے گھر پر قیام کرتے تھے۔ وہ خوش لباس بھی تھے، خوش گفتار بھی تھے اور خوش خوراک بھی تھے۔ ان کی ادائیں اب تک مجھے یاد آتی ہیں کہ وہ مجھے کہتے تھے کہ بہو کو میری طرف سے حکم کر دینا کہ فلاں فلاں چیزیں بنانی ہیں، ہمارے گھر میں پہلے سے ہی dish کی فرمائش آجاتی تھی۔ ان کا میرے بچوں سے اور خاندان والوں سے بہت ہی شفقت والا رویہ ہوتا تھا۔ یہ صرف اس ایوان کا ہی نقصان نہیں ہے کہ آج عرفان صدیقی صاحب ہم میں موجود نہیں ہیں بلکہ پاکستان کی سیاست میں ایک نفیس اور باکردار شخصیت کی بھی کمی واقع ہوئی ہے۔ مجھے انہوں نے کافی کچھ سکھایا اور ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ اگر کسی کی شناخت کرنی ہے تو اس کے ساتھ یا تو سفر کر لو یا کوئی معاملہ کر لو۔ عرفان صدیقی صاحب کے ساتھ ہم نے ایک سفر کیا، جس میں میرے ساتھ سرمد صاحب اور عرفان صدیقی صاحب تھے، وہ UN delegation تھا تو انہوں نے بالکل مجھے اپنے پروں میں رکھا اور ہر قسم کی گفتگو بھی کرتے تھے اور کبھی کبھار لگتا تھا کہ ہم بالکل ہم عمر لوگ گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ ہر جگہ جاتے تھے اور بہت enjoy کرتے تھے۔ کسی parliamentarian کا کوئی حصہ ہے، تو وہ عرفان صدیقی صاحب تھے۔ ان کی خصوصیات تو میرے تمام ساتھیوں نے یا جن کے تعلقات اُن سے بہت پرانے تھے بتائیں، لیکن میں نے ڈیڑھ سال میں اُن کو ایک بہت ہی باکردار شخص پایا۔ ہمیشہ مذاق بھی کرتے تھے۔

آخر میں، میں زیادہ وقت بھی نہیں لوں گا۔ آخر میں میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرفان صدیقی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس قرارداد کی نقل لازمی طور پر Senate Secretariat والے اس کے اہل خانہ کو اور سوگواروں تک ضرور پہنچائیں۔ جی، محترمہ انوشہ رحمان صاحبہ۔

Senator Anusha Rahman Ahmad Khan

سینیٹر انوشہ رحمان احمد خان: سینیٹر عرفان صدیقی صاحب! اللہ کریم آپ کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آپ کی یادیں اور آپ کی محبت ہمارے ساتھ رہے گی۔ بہت لمبا تعلق رہا ان کے ساتھ اور جب میں Minister تھی تو میں floor No. 5 پر بیٹھتی تھی اور عرفان صدیقی صاحب floor No. 4 پر بیٹھتے تھے۔ تو میری اور ان کی ملاقات سب سے زیادہ جس مسئلے پر ہوئی وہ یہ تھی کہ وہ Computer Lab دینا چاہ رہے تھے اپنے ادارے میں اور وہ مجھے روز کہتے تھے کم از کم 25 دن تک کہ انوشہ ابھی تک تیری Lab نہیں لگی۔ لڑکی جلدی Lab لگوادیں اور روز میری اُن سے ملاقات ہوتی تھی صرف اس ایک topic کے اوپر کہ کسی طرح یہ disabled بچوں کی جو lab ہے وہ ان کے ادارے میں لگ جائے۔ ان کی جو شفقت میں نے دیکھی نادار لوگوں کے لیے، وہ وہاں سے میں ان کو observe کرتی رہی اور جہاں تک ممکن تھا اپنے اس پانچ سالہ tenure میں ہم اپنا حصہ ڈالتے رہے اور عرفان صدیقی صاحب جب میں یہاں Senate میں آئی تو وہ یہی پوچھتے تھے کہ لڑکی آج کیا کھلائے گی پھر؟ یا آج ہم کیا کھائیں گے؟ ابھی جیسے بات کی عامر بھائی نے۔ ان کی خوش اخلاقی اور ان کی خوش خوراکی دونوں ہی چیزیں، کھائیں گے چاہے وہ اتنا سا، لیکن مجھے لگتا تھا کہ وہ اس لیے کہتے تھے کہ اسی بہانے ہم سب لوگ بیٹھ کر اکٹھے تھوڑا وقت گزار لیں۔ کھانا تو شاید اتنا میں نے ان کو نہیں کھاتے دیکھا۔ ان کے لیے شاعر یہ کہہ گئے ہیں:

مر بھی جاؤں تو کہاں یہ لوگ بُھلا ہی دیں گے
لفظ میرے، میرے ہونے کی گواہی دیں گے

Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی، سینیٹر محمد قادر صاحب۔

Senator Mohammad Abdul Qadir

سینیٹر محمد عبدالقادر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علی آل وصحبہ محمد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہر سینیٹر دو تین منٹ بات کر لیں تاکہ تمام دوستوں کو موقع ملے۔کافی سینیٹر اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جی، بالکل۔

چلے گئے وہ جہاں سے مگر مثال رہے
وفا، خلوص، محبت کی وہ مثال رہے
نہ بھول پائیں گے ہم انکی مسکراہٹ کو
وہ شخص دل میں ہمیشہ بحال رہے

This condolence reference is in living memory of Senator Irfan Siddiqui.

جناب چیئرمین! ہم ان کو آج tribute پیش کرنے کے لیے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے فاضل دوستوں نے ان کی personality کے almost تمام حصوں پر اور aspects پر روشنی ڈالی ہے اور میں بھی اسی کا حصہ ہوں اور اسی خیال کا ہوں کہ انہوں نے اس دنیا میں اور اپنی زندگی میں تعلیم کی روشنی سے بہت سارے دلوں کو، دماغوں کو اور پاکستانی عوام کو روشن کیا۔ 30 سال تک بچوں کو پڑھانا اور تعلیم بانٹنا اور لوگوں کو تعلیم یافتہ کرنا۔اِس کے بعد صحافت، مضامین لکھنے اور اپنی تحریروں میں اللہ نے ان کو جو مقام دیا وہ ان کی ذہانت کا اور ان کی کامیابی کا ایک مظہر ہے۔

جناب چیئرمین! آج سے دو تین دن قبل وہ ہم سے جدا ہو گئے لیکن ہم دل میں، دماغ میں ان شاء اللہ ہمیشہ ان کو یاد رکھیں گے اور ان کی رہنمائی ہمیشہ ہمیں یہ سبق دیتی رہے گی کہ اگر آپ سیاست کریں، اگر آپ writing کریں، اگر آپ صحافت کریں اور اگر آپ دوستی رکھیں تو ہمیشہ اس میں ایک مدلل مزاج، ہمیشہ logic اور ہمیشہ شُستہ الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے اس کو اپنا شعار رکھیں۔

جناب چیئرمین! عرفان صدیقی صاحب ایک باکردار، باوقار اور مہذب شخص تھے۔ ہم نے کئی دفعہ جس طرح اسحاق ڈار صاحب نے کہا کہ ہمارے Session کو ہمیں Chair کرتے تھے، تو کئی دفعہ opposition بہت زیادہ شور کرتی تھی۔کبھی ہم اپنا تقریر کا موقع مانگنے کے لیے بہت شور کرتے تھے۔ جتنے محبت سے اور جتنی شُستہ الفاظ میں sophisticated language میں وہ ہمیں deal کرتے تھے، تمام مسائل بھی حل

کرتے تھے، کسی کو غصہ بھی نہیں آتا تھااور یہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک صلاحیت دی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگی علم، ادب، صحافت اور سیاست کے ذریعے قوم کی خدمت میں گزاری۔

جناب چیئرمین ! موت اس دنیا کی سب سے بڑی reality ہے۔ لیکن اس کے باوجود جب اچھے لوگ چلے جاتے ہیں تو ان کا ایک خلا پیدا ہوتا ہے، ان کا ایک دکھ ہوتا ہے اور وہ انسان کو محسوس ہوتا ہے کہ ایک بہت بڑی شخصیت، ایک ایسا انسان جس نے محبتیں بانٹیں، جس نے لوگوں کو عزتیں بانٹیں، آج ہم سے جدا ہو گیا۔ میں یہاں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے اور colleagues تھے، آج پھر ان کو یاد کروں گا۔ رانا مقبول صاحب تھے۔ یہاں ہدایت اللہ صاحب ہمارے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ اس کے بعد تاج حیدر صاحب تھے، ان کی طبیعت اور عرفان صدیقی صاحب کی طبیعت, آج مجھے تاج حیدر صاحب بہت یاد آئے اس اجلاس سے پہلے کہ وہ بھی اسی طرح ایک seasoned politician تھے، اسی طرح شُستہ الفاظ میں، sophisticated language میں بات کرتے تھے۔ ہمارے colleague تھے ساجد میر صاحب آج وہ ہم میں نہیں ہیں۔آج عرفان صدیقی صاحب ہم میں نہیں ہیں۔ تو جیسے ہم نے کہا کہ موت برحق ہے، زندگی کی سب سے بڑی reality ہے، ہم سب نے جانا ہے لیکن جو اس دنیا میں ہم بوتے ہیں، جیسا ہم اس دنیا میں رہتے ہیں، لوگوں کے ساتھ معاملات کرتے ہیں، اس کی یادگار اور جو آپ بوتے ہیں وہی پھل نکلتا ہے یا وہی چیز نکلتی ہے۔ تو انہوں نے اچھی یادیں اور اچھے تعلق اور قربانی کی زندگی گزاری جس کی وجہ سے ان کی عزت اور ان کا نام ان شاء اللہ ہمیشہ روشن رہے گا۔ جنابِ چیئرمین ! ان کو ہلالِ امتیاز بھی ملا۔ انہوں نے پاکستان کے مفاد کو ترجیح دی اور سیاست میں بھی دیانت اور شرافت کو اپنا اصول رکھا اور سیاسی اختلاف کے باوجود ہر ایک کے ساتھ احترام کا رویہ رکھا۔ یہی ان کی اصل پہچان تھی۔

جنابِ چیئرمین ! ہم آج ان کے لیے دعا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اہل خانہ کو صبر جمیل دے اور اللہ تعالیٰ ان کی روح کو ترقی دے، ان کی روح کو اعلیٰ مقام دے اور ہماری ان کے لیے بہت ساری دعائیں ہیں۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر حافظ عبدالکریم صاحب۔

Senator Hafiz Abdul Karim

سینیٹر حافظ عبدالکریم: جی شکریہ۔ جناب چیئرمین ! بسم اللہ ! الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ۔ جو یہاں آیا ہے اس کو ایک دن جانا ہو گا۔ یہ دنیا جہانِ فانی ہے۔ ہر شخص نے یہاں سے چلے جانا ہے۔ سینیٹر عرفان صدیقی صاحب پرسوں فوت ہوئے، بہت

افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور ان کے اہلِ عیال کو اور لواحقین کو صبر جمیل عطافرمائے۔

میرا ان کے ساتھ بہت پرانا تعلق تھا، کوئی تقریباً 25 سال سے زیادہ کا عرصہ ان کا اور میرا تعلق رہا ہے۔ وہ بہت اچھے انسان تھے۔ جس میدان میں ان کا تعلق رہا ہے۔ اس میدان میں ماشاء اللہ، انہوں نے ایک نام پیدا کیا ہے۔ صحافت کے میدان میں ان کا ایک نام تھا، اسی طرح سیاست کے میدان میں بھی ان کا نام تھا۔ وہ ایک ماہر استاد تھے اور ہمیشہ انہوں نے محبت بانٹی چاہے وہ ان کے اپنے دوست ہوں۔ دوستوں کے ساتھ بھی محبت شیئر کی اور اگر اختلافِ رائے رکھنے والے بھی دوست تھے تو ان کے ساتھ بھی اختلاف رائے کا اظہار اس طریقے سے کیا، اس سلیقے سے کیا کہ ان کو ان کی کسی تقریر سے یا اختلاف رائے سے ان کی کوئی دل آزاری نہیں ہوئی۔ ہمیشہ اچھے الفاظ کا چناؤ کرتے تھے۔ وہ ایک باوفا اور باوقار انسان تھے۔

اکثر و بیشتر جب بھی اجلاس ہوتا تھا تو ہم اکٹھے ہوتے تھے۔ ایک آدھ مرتبہ وہ میرے پاس تشریف لاتے تھے۔ ان سے پہلے اسی طرح ہمارے امیر محترم سینیٹر ساجد میر صاحبؒ اور سینیٹر عرفان صدیقی صاحب اور ہم بیٹھ کر کھانے کا پروگرام یا مل بیٹھنے کا اکثر پروگرام کیا کرتے تھے۔ جس طرح سینیٹر عبدالقادر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہمارے جو دوست یہاں سے ہم سے بچھڑ گئے، جدا ہو گئے، اللہ کو پیارے ہو گئے، آج وہ یاد آتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں، سب سے زیادہ یاد آنے والے پروفیسر ساجد میر صاحب اور مشاہد اللہ خان صاحب بھی ہمارے ساتھ رہے۔ بہت اچھے انسان تھے، بڑی ان کے ساتھ یادیں تھی۔ اسی طرح تاج حیدر صاحب بہت اچھے انسان تھے۔ ان کے ساتھ بھی یادیں تھیں تو عرفان صدیقی صاحب ہمارے بہت اچھے colleague تھے، بہت اچھے بھائی تھے، بزرگ تھے۔ ان کی وفات پر کوئی شک نہیں کہ ہم سب کو افسوس ہوا ہے۔

ان کا خلا سینیٹ میں یا جس جس شعبے میں وہ تھے، پُر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ خلا ہے جو جلد پُر نہیں ہوگا لیکن ان کی وفات کے بعد جس طرح آج کل سوشل میڈیا میں یا ایک آدھ دوست نے یہاں بات کی ہے تو اس پر افسوس ہوتا ہے۔ میں آج سوشل میڈیا پر پڑھ رہا تھا، کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ ان کی نماز جنازہ میں بہت تھوڑے لوگوں نے شرکت کی اور کوئی ایک بھی سرکاری بندہ اس میں شریک نہیں ہوا۔ اتنی بے بنیاد بات، اتنی غلط بات اور کسی کی وفات یا کسی کی موت پر اس طرح کے تبصرے کرنا افسوس ناک ہیں، قابلِ افسوس ہیں اور قابل مذمت

ہیں۔ میں خود الحمدللہ، ان کے جنازے میں شریک تھا۔ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی اور وفاقی کابینہ کے تقریباً آدھے درجن کے قریب وزراوہاں موجود تھے، میں نے خود دیکھے۔ لہٰذا، کس طرح سوشل میڈیا پر یہ بات کی جا سکتی ہے کہ کوئی ایک سرکاری بندہ بھی وہاں موجود نہیں تھا۔ ایسی باتوں پر افسوس کیا جا سکتا ہے اور ان کی ہم مذمت کرتے ہیں کہ کسی کی وفات پر اس کے اہل خانہ کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنا چاہیے، ان کے ساتھ افسوس کا اظہار کرنا چاہیے نہ کہ کسی کی وفات پر سیاست کی جائے اور جھوٹی اور بے بنیاد خبروں کو بنیاد بنا کر سوشل میڈیا پر اس کے متعلق باتیں کی جائیں۔

آج ہم سب سینیٹرز صاحبان اس پر افسوس کرتے ہیں کہ ہمارے ایک بزرگ، بڑے بھائی، سینئیر سینیٹر اللہ کو پیارے ہوئے اور اس پر ہم افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ! سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے، ان کی مغفرت کرے اور ان کے لواحقین اور عزیز واقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آمین۔ ثم آمین۔ سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب۔

<u>Senator Zamir Hussain Ghumro</u>

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: چیئرمین صاحب! آج بڑے دکھ اور غم کا دن ہے کہ ہمارے سینئیر ساتھی، پاکستان مسلم لیگ نواز کے پارلیمانی لیڈر، ایک شفیق انسان اور وفادار سیاسی activistاور دانشور ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی ہر سیاسی کارکن اور دانشور جس نے جمہوریت کے لیے، سول بالادستی کے لیے جدوجہد کی، اس کی وفات کو اپنا loss سمجھتی ہے اور عرفان صدیقی صاحب بھی وفاداری، جمہوریت کے ساتھ وفاداری اور اپنی پارٹی کے ساتھ وفاداری کا مجسمہ تھے۔

ہماری ملاقات سینیٹ میں تھی، گزشتہ ڈیڑھ سال کا تعلق تھا لیکن ہم نے ان کو اخباری کالموں کے ذریعے یا ان کے سیاسی کردار کے ذریعے بہت جانا، بہت پہچانا۔ ادھر ان کو ایک شفیق اور نہایت ہی عظیم انسان پایا۔ ان کے political discussions میں یا even ذاتی زندگی میں بڑے اصول تھے اور ان اصولوں پر وہ ساری زندگی کاربند رہے۔ خاص طور پر جو سیاسی activists کا سرمایہ ہوتا ہے، دانشور کا سرمایہ ہوتا ہے کسی پارٹی کے لیے، وہ ان کا ذہن اور ان کی وفاداری ہوتی ہے جو انہوں نے پاکستان مسلم لیگ کے ساتھ خوب نبھائی۔ اس کے لیے

ان کو تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں۔ ان کو ایک بوگس کیس میں گرفتار کیا گیا اور وہ انہوں نے جھیلا۔ اس کے علاوہ unconstitutionally, *suo motu* action کے ذریعے ان کو کسی جج کی طرف سے ملازمت کی تنخواہیں deposit کرنے کا حکم دیا گیا جو افسوس کا مقام تھا۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی حکومت پارلیمنٹ کو جواب دہ ہے نہ کہ کسی عدالت کو، اس وجہ سے میں وفاقی حکومت سے تنخواہ لیتا ہوں اور آئین میں یہی لکھا ہے کہ وفاقی حکومت پارلیمنٹ کو جواب دہ ہے، کسی عدالت کو جواب دہ نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ضمیر گھمرو صاحب! میرے خیال میں اگر آپ ریفرنس کے حوالے سے بات کریں تو بہتر ہوگا۔

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: میرے خیال میں یہ ان کا سیاسی کردار تھا جس کے لیے ہم ان کو آج خراج تحسین پیش کر رہے ہیں، خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ ریاستِ پاکستان نے ان کو بڑے اعزاز، ہلال امتیاز سے نوازا۔ وہ جہاں بھی رہے، جس عہدے پر بھی رہے، انہوں نے ذہانت اور wisdom کے ساتھ اس کو نبھایا۔ یہاں بھی جب انہوں نے ہمارے سینیٹ کے اجلاس کو chair کیا تو انتہائی مہذب طریقے سے، اپوزیشن کو بھی اور حکومتی بینچز کو بھی، پورا وقت دیا اور نہایت اخلاق سے پیش آئے۔

میرے خیال میں آج کا دن انتہائی رنج اور غم کا دن ہے۔ ہم اس غم میں پاکستان مسلم لیگ کے ساتھ اور ان کی فیملی کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ ان کی فیملی کو اللہ تعالیٰ صبر عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت میں جگہ دے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ثم آمین۔ سینیٹر عبدالشکور خان اچکزئی۔

Senator Abdul Shakoor Khan

سینیٹر عبدالشکور خان: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) جناب چیئرمین! آج جناب سینیٹر عرفان الحق صدیقی کی وفات پر تعزیتی ریفرنس کا انعقاد کیا گیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ سینیٹر صاحب کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ سینیٹر عرفان الحق صدیقی کے ساتھ میری پوری زندگی میں دو طرح سے رشتے قائم تھے۔ ایک یک طرفہ رشتہ، یک طرفہ تعلق ان کی کالم نگاری کے حوالے سے تھا۔ تقریباً بیس پچیس سالوں سے میں ان کے کالم پڑھتا آ رہا ہوں اور ایک چیز، جو ان کا انداز بیان اور شائستگی تھا، میرے خیال سے آج جتنے بھی ہمارے سینیٹر صاحبان نے بات کی، سب ایک چیز پر کم از کم متفق تھے کہ وہ ان کی شائستگی پر تھے۔ میں نے ان ڈیڑھ سالوں میں ان

سے جو سیکھا ہے وہ ہے بات کرنے کا انداز، شائستگی، اور ایک مدلل گفتگو جو انہوں نے کی۔ ان کا اور میرا office کا فاصلہ C-Block میں پانچ میٹر کے فاصلے پر، بالکل آمنے سامنے دروازے تھا۔ دو موضوعات کے حوالے سے میں تقریباً چار پانچ بار ان سے ملا اور میں نے پہلی ملاقات میں ان سے کہا کہ آپ سے ایک شاگرد کی حیثیت سے اور آپ ایک استاد کی حیثیت سے میری ان دو موضوعات میں رہنمائی فرمائی۔ وہ دو موضوعات تھے کہ ایک، پاکستانی ایک قوم کیسے بنے گی، پاکستانی جتنی بھی قومیں ہیں وہ ایک پاکستانی کیسے بنیں گے۔ ہم پنجابی تو بن چکے ہیں، سندھی بن چکے ہیں، پٹھان بن چکے ہیں تو ایک قوم ہم کب بنیں گے۔ تو اس میں سے ان کے زریں خیالات سے میں بڑا مستفید ہوا اور بڑے ہی زریں خیالات انہوں نے بتائے۔ دوسرا موضوع تھا پاک افغان تعلقات، تو میری مسلم لیگ ن سے کم از کم یہ درخواست ہوگی کہ سینیٹر تو چلے گئے، اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ ان دو موضوعات پر جو خیالات انہوں نے مجھے بیان کیے ظاہر سی بات ہے اپنی پارٹی کو بھی بیان کیے ہوں گے کہ پاکستانی ایک قوم کب بنیں گے بحیثیت پاکستانی اور دوسرا موضوع پاک افغان تعلقات تو وہ کم از کم مسلم لیگ (ن) سے میری گزارش ہوگی کہ ان کی جو گزارشات تھیں وہ ان پر بھی تھوڑا سا عمل کرے۔

تو آخر میں، میں نے جو ایک چیز نوٹ کی کہ آج جو الفاظ تھے آج جو کہنے کا انداز تھا سارے سینیٹر حضرات کا تو ان میں جو مجھے نظر آیا کہ یہ کوئی رسمی الفاظ نہیں تھے، یہ سارے دل سے نکل رہے تھے۔ میرے خیال سے جہاں تک میں دین سمجھتا ہوں کہ جو لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہوتی ہے وہ جس مخلوق کے بارے میں اچھے الفاظ کہیں تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی اسی پر آتا ہے۔ آج بالکل مجھے یہ لگا کہ یہ سارے الفاظ ان کے دل سے نکل رہے تھے اور یہ کوئی رسمی الفاظ نہیں تھے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ عبدالشکور خان صاحب، سینیٹر افنان اللہ خان صاحب۔

Senator Afnan Ullah Khan

سینیٹر افنان اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میرا سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کے ساتھ ایک بڑا پرانا تعلق تھا۔ میں ان کے column تو بہت عرصے سے پڑھتا تھا لیکن پہلی میری ان سے جو ملاقات لمبی رہی وہ 2006 میں London آئے تھے۔ اس وقت مسلم لیگ (ن) کی بہت ساری Leadership London ہوتی تھی۔ تو وہاں پر ان سے بڑی detail میں ملاقات ہوئی بلکہ ہم نے وہاں پر ہمارے ایک بڑے اچھے دوست ہیں رانا ریاض صاحب، ان کے restaurant میں بھی ان کے ساتھ کافی مرتبہ ملاقات ہوئی اور

بھی جگھوں پر کافی ان کے ساتھ گھومتے پھرتے رہے، تو وہ میرا بڑا ایک memorable trip تھا۔ تو اس کے بعد پھر کچھ وقت گزر گیا، پھر کہیں نہ کہیں ان سے میری ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں اور ہمیشہ انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ ، بڑے خلوص کے ساتھ اور بڑے پیار سے مجھے treat کیا اور ظاہر ہے وہ میرے سے بہت senior تھے میرے والد صاحب کے بڑے اچھے دوست تھے اور میرے والد صاحب سے ان کا تعلق کئی دہائیوں کا تھا۔ عرفان الحق صاحب، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ایک بہت بڑا اثاثہ تھے اور ان کی کمی ایوان کو بھی محسوس ہوگی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کو تو بہت زیادہ محسوس ہوگی۔

سینیٹ کے سفر کے اندر بھی میں ان کے ساتھ elect ہوا، ہم ان پانچ لوگوں میں تھے 2021 میں جو ساتھ elect ہوئے اور اس کے بعد ان کے ساتھ کافی زیادہ interaction رہی اور پھر وہ پارلیمانی لیڈر بن گئے تو اس کے بعد اور زیادہ ان سے interaction چلتی رہی اور ہمیشہ انہوں نے بڑی محبت سے اور خلوص سے مجھے deal کیا اور میں بڑا cherish کرتا ہوں اس وقت کو جو ان کے ساتھ گزرا۔ ہم سب لوگوں نے چلے جانا ہے لیکن ایک اچھے انسان کے اچھے اعمال رہ جاتے ہیں تو میری دعا ہے کہ سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کو اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے آگے کا سفر آسان ہو اور ان کی جو تمام family ہے ان کے لیے میری well wishes ہیں اور میری prayers ہیں اور میرے لیے بڑا مشکل ہے اس بات کو ماننا اور اپنے آپ کو یقین دلانا کہ وہ اب نہیں رہے کیونکہ پچھلے ایک ڈیڑھ سال میں میری ان سے بہت زیادہ interactions ہوتی تھیں، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے انسان اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم ہی کر سکتا ہے۔ میری پھر دعا ہے ان کے لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام دے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آمین، سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف): جناب چیئرمین! تاخیر سے آمد کی وجہ وہ Bill کا passage تھا۔ آج الحمدللہ جو Bill ہم نے پاس کرکے بھیجا اسے قومی اسمبلی نے دو تہائی کی اکثریت سے منظور کیا ہے۔ کچھ چھ سات کے قریب ترامیم ہیں، جو کچھ ابہام تھا Article 6 کے حوالے سے وہ دور کیا گیا اور اس میں جو ایک بات لکھی گئی ہے کہ کوئی بھی عدالت سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سمیت اگر آئین کو abrogate کیا جاتا ہے، suspend کیا جاتا ہے، subvert کیا جاتا ہے تو وہ اس کو validate نہیں کر سکتی۔ وہاں

پر ایک plug-in ہونی تھی وہ overlook ہوئی overtype ہوئی وہاں پر Federal Constitution Court کو بھی ڈالا گیا ہے کہ پاکستان میں جو عدالتی ڈھانچہ ہے آئینی عدالتوں کا اس میں سے کوئی بھی عدالت جو ہے وہ اگر آئین پر کوئی طبع آزمائی کرے گا تو اسے validate نہیں کر سکتی۔

اسی طرح Chief Justice of Pakistan کا جو عہدہ ہے وہ برقرار رکھا گیا ہے۔ scheme میں تو پہلے تھا لیکن اسے clarity کر دی گئی ہے اور یہ بھی ترمیم ہے کہ جو ہمارے incumbent Chief Justice of Pakistan ہیں he will continue as Chief Justice of Pakistan till he holds the office. یا تو اس کے بعد بھی یہ office رہے گا، یہ position رہے گی لیکن دونوں عدالتوں کے Chief Justices صاحبان میں جو senior ہوں گے اور اسی طرح یہ چلتا رہے گا۔ کل ان شاءاللہ یہ Bill take up کریں گے جو Ministry of Parliamentary Affairs نے کہا ہے، آج وہ وہاں سے transmit کر دیں گے، کل صبح کے Session میں ہم اسے take up کر لیں گے۔

جناب چیئرمین! ہم سب بڑے گرفتہ دل کے ساتھ آج یہاں پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ اپنے بزرگ، اپنے بڑے بھائی سینیٹر عرفان الحق صدیقی صاحب کے انتقال پر، ان کی شخصیت کے بارے میں، ان کی ہمہ جہت شخصیت کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیے، میرا عرفان الحق صدیقی صاحب سے مختصر تعارف تھا۔ لیکن جب میں نے قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب کے مقدمات کی پیروی کے سلسلے میں اسلام آباد آنا شروع کیا تو عرفان الحق صدیقی صاحب ان کے معتمد اور قریبی ساتھی ہونے کی وجہ سے اس محفل کا حصہ ہوتے تھے جو کہ ان کی پیشی سے پہلے اور پیشی کے بعد ہم پنجاب ہاؤس میں یا پھر مارگلہ روڈ پر بیٹھتے تھے۔ ایک مرنجاں مرنج انسان جس کی حلیمی طبع جو ہے وہ آپ سب سے ڈھکی چھپی نہیں لیکن میں ہمیشہ کہتا تھا کہ عرفان الحق صدیقی صاحب was soft and kind in demeanour but he was solid like a rock in loyalty. میرے خیال میں یہی کسی انسان کا سب سے بڑا وصف ہے کہ آپ گفتار میں تو بہت نرم ہوں لیکن کردار آپ کا بہت مضبوط ہو۔ آپ نے سیاست میں درویشی کا روپ دھارے رکھا، آپ نے کبھی جو ظاہری شان و شوکت ہے اس پر یقین نہیں رکھا۔ ہمارے درمیان ہوتے تھے ان کی ہنسی، ان کے چھوٹے چھوٹے مذاق، ایک father figure کے طور پر ہم میں سے بہت سارے اور دیگر ان کے بھائیوں اور بہنوں والی

فہرست میں آتے ہیں۔ جانے والا چلا جاتا ہے لیکن اس کی یادیں، اس کی کہی ہوئی باتیں، اس کا مسکراتا ہوا چہرہ، اس کی روشن آنکھیں یہ وہ ساری memories ہیں سر جو ہمارے ذہنوں میں رہ جاتی ہیں۔ کہتے ہیں نا کہ

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

میں اس concept سے تھوڑا سا اختلاف کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ جو لوگ آپ سے پیار کرتے ہیں اور جن لوگوں سے آپ پیار کرتے ہیں وہ دنیا سے چلے بھی جاتے ہیں لیکن ان کی آوازیں آپ کے کانوں میں گونجتی رہتی ہیں اور سرگوشیاں کرتی رہتی ہیں۔ ان کی مسکراتی اور ان کی کہی ہوئی باتیں بھی آپ کو یاد رہتی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہم سب کو اُن کی طرح طبع میں حلیمی اور کردار میں مضبوطی کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر فلک ناز صاحبہ!

Senator Falak Naz

سینیٹر فلک ناز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ چیئرمین کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ آج میری طبیعت بھی بہت خراب تھی۔ میں خاص طور پر اپنے بھائی اور اپنے شفیق دوست عرفان صدیقی صاحب کے لیے یہاں آئی ہوں۔ آج میں بتا نہیں سکتی ہوں کہ جب مجھے اُن کی وفات کا پتا چلا تو مجھے اس طرح کا صدمہ ہوا کہ جب میں نے اپنے والد صاحب کو کھویا تھا۔ ایک اُس وقت مجھے یہ صدمہ پہنچا تھا اور اُس کے بعد مجھے ایسا صدمہ عرفان صدیقی صاحب کی وفات پر پہنچا ہے۔

عرفان صدیقی صاحب کے ساتھ میرا ایک ایسا تعلق تھا جیسا ایک باپ، ایک بڑے بھائی اور شفیق دوست کا ہوتا ہے۔ اُن کے ساتھ میرا رشتہ کل چار سال رہا۔ وہ Education Committee کے چیئرمین تھے۔ چترال کے جتنے بھی issues ہوتے تھے وہ ہر وقت میرے issues کو سب سے پہلے رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ چترال سے مجھے بہت محبت ہے، اس لیے اِن کے مسائل آپ پہلے حال کریں۔ اس کے علاوہ کشمیر کمیٹی کے وہ بھی ممبر تھے اور میں بھی تھی۔ تو جس طرح سفر میں انسان کا پتہ چلتا ہے تو جب ہم لوگ مظفرآباد گئے تو اُدھر بھی انہوں نے میرا اور میرے بچوں کا بہت خیال رکھا۔

اُن میں ایک اور خوبی بھی تھی جس کا ابھی تک میں نے آپ لوگوں کو نہیں بتایا ہوگا۔ جب انسان زندہ ہوتا ہے تو پتا نہیں چلتا لیکن اُس کے مرنے کے بعد پھر پتا چلتا ہے۔ یہ 2023 کی

بات ہے جب مجھے گرفتار کیا گیا اور میں اڈیالہ جیل میں ایک مہینہ رہی۔ میرے یہاں پر جتنے بھی دوست اور بھائی ہیں، کسی نے میرا نہیں پوچھا۔ جس دن مجھے گرفتار کیا گیا، اُس دن میرے شفیق بھائی، میرے دوست، میرے colleague عرفان صدیقی صاحب نے سب سے پہلے میرے بچوں کے ساتھ رابطہ کیا۔ جب تک میں جیل میں رہی، وہ روزانہ خود میرے بچوں کے لیے ناشتہ اور کھانا لاتے تھے اور میرے بچوں کو گھر آ کر یہ تسلی دیتے تھے اگر آپ کی ماں جیل میں ہے تو میں آپ لوگوں کا uncle ہوں، میں ادھر موجود ہوں، آپ لوگوں کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو تو آپ لوگ مجھے بتایا کریں۔ بس میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ اُن کی وفات کے بعد، میں دوبارہ بھی یہی کہوں گی میں ایک شفیق دوست اور ایک بھائی سے محروم ہو گئی ہوں۔ ہم سب کو جانا ہے لیکن عرفان صدیقی کا چلے جانا اِس ملک کی سیاست میں بہت بڑا loss ہے۔

عرفان صدیقی صاحب کی ایک اور خوبی بھی تھی کہ جب وہ House کی proceedings کو چلاتے تھے تو وہ سب سے زیادہ time بھی اپوزیشن کو دیتے تھے۔ اُن کی باتوں میں اور اس کی ایک quality یہ تھی کہ انسان کو زیادہ سے زیادہ غصہ بھی آ جائے لیکن جب وہ آ کر کہتے تھے کہ آپ چپ ہو جائے، آپ بات نہ کریں یا اس وقت آپ خاموش رہیں تو اُن کے اخلاق اور اُن کی محبت کی وجہ سے ہم اُس وقت خاموش ہو جاتے تھے۔ ہم سب کو جانا ہے۔ موت بر حق ہے۔ جو رات قبر میں ہے وہ دنیا میں نہیں ہو سکتی اور جو دنیا میں ہے وہ قبر میں نہیں ہو سکتی لیکن عرفان صدیقی بھائی! کو ہم ساری عمر miss کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جنت نصیب کرے اور اُن کے گھر والوں کو صبر عطا کرے۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ، بڑی مہربانی فلک ناز صاحبہ۔ جی سینیٹر سرمد علی صاحب۔

Senator Sarmad Ali

سینیٹر سرمد علی: شکریہ جناب چیئرمین۔ خالد شریف صاحب کا ایک شعر ہے جو میں یہاں عرفان صدیقی صاحب کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے نام کے ساتھ مرحوم کا لفظ نہ تو لکھنے کو دل چاہتا ہے اور نہ ہی بولنے کو دل چاہتا ہے۔ عرفان صدیقی صاحب بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جن کو مرحوم کہنے کو کم از کم میرا دل تو نہیں مانتا بلکہ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ ابھی یہ lobby کا دروازہ کھلے گا اور

عرفان صاحب اپنے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ آئیں گے اور ہمارے ساتھ آکر hall میں بیٹھ جائیں گے۔ عرفان صاحب ایک شائستہ شخص تھے۔ وہ نہایت شفیق اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ وہ ایک استاد بھی تھے، ایک صحافی بھی، ایک شاعر بھی اور ایک سیاستدان بھی تھے لیکن ان سب سے بڑھ کر وہ ایک بہت بڑے انسان تھے، ایک اچھے انسان تھے۔ He was a fine human being and indeed a gentleman. آج کل کے دور میں اچھا انسان ہونا اور وہ بھی بڑا انسان ہونا بہت مشکل ہے۔ ہم سیاستدان بھی ہوتے ہیں، ہم صحافی بھی ہوتے ہیں، ہم رائٹر بھی ہوتے ہیں، intellectual بھی ہوتے ہیں لیکن بڑے انسان نہیں ہوتے۔ عرفان صدیقی صاحب ایک بڑے انسان تھے اور ایک بہت اچھے انسان تھے۔

عرفان صاحب کے ساتھ میرا تعلق سینیٹ میں آنے سے بہت پہلے کا تھا۔ میرے خیال میں کوئی پندرہ، سولہ برس پرانا تعلق تھا۔ جب عرفان صاحب نے پندرہ، سولہ سال پہلے جنگ اخبار کو بحیثیت columnist join کیا تھا، تو وہاں ایک ساتھی اور ایک colleague کی حیثیت سے میرے ساتھ اُن کا تعلق شروع ہوا اور یہ تعلق بہت جلد ہی colleague سے بڑھ کر دوستی کا ہو گیا۔ اُن پندرہ سولہ سالوں میں انہوں نے جس طریقے سے محبت کی اور جس طریقے سے دوستی نبھائی، ایسا بہت کم ہوتا ہے اور میرے خیال میں آج میں proudly اپنے آپ کو اُن کے دوستوں میں شمار کر سکتا ہوں۔

ابھی عامر چشتی صاحب نے کہا کہ ایک انسان کے بارے میں آپ اُسی وقت بہتر جان سکتے ہیں جب آپ نے اُس کے ساتھ سفر کیا ہو۔ میں نے اور عامر چشتی صاحب نے عرفان صدیقی صاحب کے ساتھ Tashkent کا سفر کیا تھا اور اُس دوران انہیں صحیح طریقے سے جاننے کا موقع ملا۔ اُن کے بہت سے ایسے پہلوؤں سے ہم دونوں واقف کار ہوئے جن کے بارے میں ہمیں معلوم ہی نہیں تھا۔ کبھی ہمیں پتا بھی نہیں تھا کہ یہ بھی عرفان صدیقی صاحب کی خصوصیات میں شامل ہوگا اور اُن کی اور بہت ساری خصوصیات ہمیں آشکار ہوئیں۔

ان کا چار نومبر کو آخری کالم روزنامہ جنگ میں چھپا۔ چار نومبر تک تو وہ لکھ رہے تھے۔ پرویز رشید صاحب نے بھی ذکر کیا کہ وہ WhatsApp پر بھی موجود تھے اور messages کا بھی جواب دے رہے تھے لیکن ان کا جو آخری کالم تھا، وہ چار نومبر کو چھپا اور وہ انگریزی میں کہتے ہیں کہ died with his boots on, so he actually died with his

May he rest in اللہ تعالیٰ اُن کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا کرے۔ boots on. eternal peace اور جیسے کہ احمد ندیم قاسمی کہتے ہیں کہ

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا

میں تو دریا ہوں، سمندر میں اتر جاؤں گا

بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ سرمد علی صاحب۔ سینیٹر حاجی ہدایت اللہ صاحب۔

Senator Hidayatullah Khan

سینیٹر ہدایت اللہ خان: بہت بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ اَعُوذُ بِاللہ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی میں آیت پڑھی) جناب چیئرمین، یہ آیت مبارک جو میں نے تلاوت کی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کہ ہم آپ کو آزمائیں گے اور آزمائش میں ڈالیں گے، بھوک کی حالت میں، خوف کی حالت میں اور ایسے کہ آپ کے پیارے لوگ آپ سے چلے جائیں، اور ایسی حالت میں کہ آپ کی فصل اور باغ تباہ ہو جائیں، اس طرح ہم آپ کو آزمائیں گے لیکن آپ نے کیا کرنا ہے؟ آپ نے بولنا ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ، کہ یہ اللہ کے لئے تھے اور اللہ نے ہی ہمیں دیے تھے اور اللہ کی طرف واپس جانا ہے اور سب نے جانا ہے۔ جہاں تک ہمارے دوست محترم عرفان صدیقی صاحب کا تعلق ہے، جیسے تمام دوستوں نے فرمایا کہ وہ انتہائی شفیق انسان تھے، وہ نرم دل انسان تھے۔ وہ بہت اچھے طریقے سے بات کرتے تھے۔ پچھلے سال جب ہم UN میں گئے، ہمارے ساتھ فاروق نائیک صاحب تھے اور باقی دوست بھی ساتھ تھے، ہم نے تین دن نیویارک میں گزارے جس کے بعد ہم نے Washington جانا تھا۔ ہم by road جا رہے تھے، آپ یقین کریں کہ انہوں نے تمام انتظامات خود کیے، بجائے اس کے کہ ہم ان کا خیال رکھتے، وہ ہم سے بڑے تھے لیکن انہوں نے ہم سب کا خیال رکھا، میں اس بات کا گواہ ہوں۔ ہر جگہ انہوں نے ہمیں پوچھا، یہاں تک کہ پاکستان ایمبیسی میں انہوں نے جو festival رکھا تھا اس میں بھی ہم شریک ہوئے۔ میرے خیال میں ایسا انسان ملنا مشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ۔ (مفہوم) آپ کے لیے ہم نے موت اور زندگی اس لیے پیدا کی کہ ہمیں پتا چل جائے کہ عمل کے اعتبار سے آپ میں سے کون سے بہترین انسان ہیں۔ دنیا میں جو لوگ آتے ہیں، وقت گزارتے ہیں، دنیا میں لوگ لین دین کرتے ہیں، جو سلوک کرتے ہیں، وہ

programmes اور مجالس میں بیٹھتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ اس آدمی کا رویہ کیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہی کہتے ہیں کہ آپ میں سے بہترین آدمی وہی ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اس کے اچھے اخلاق دیکھے ہیں، اللہ نے انہیں زبردست اخلاق دیے تھے۔

جناب والا! اگر ہم عمل کے اعتبار سے کہیں تو وہ ایسے آدمی تھے جن کے قول و فعل میں تضاد نہیں تھا، انہوں نے ہمیشہ وہ بات کی جس پر وہ خود عمل کرتے تھے۔ انہوں نے دوسرے لوگوں کے لیے نصیحت کا راستہ بند نہیں کیا، وہ دوستوں کو راستہ بھی دکھاتے تھے۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ- وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ- فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ- وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (مفہوم) اس میں اللہ تعالیٰ ہمیں چار باتیں بتاتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہر ایک ذی روح نے ایک دن موت کو چکھنا ہے، یہ اس دنیا سے جائیں گے، ختم ہو جائیں گے۔ ہم سب کو پتا ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں کہ کوئی اللہ کا انکار کرتے ہیں، کوئی رسول کا انکار کرتے ہیں، کوئی قیامت کے دن کا انکار کرتے ہیں لیکن موت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ دوسری بات اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ جو اعمال دنیا میں کرتے ہیں، آپ چلتے پھرتے ہیں، بیٹھتے ہیں، کاروبار کرتے ہیں، آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ قیامت میں آپ سے یہ سب پوچھے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو آدمی جہنم کی آگ سے بچ گیا اور جنت میں داخل ہو گیا تو وہ کامیاب ہو گیا اور یہی کامیابی ہے۔ اس کے بعد چوتھی چیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے۔ یہاں ہمارے دوستوں نے بتایا کہ فلاں فوت ہو گیا، فلاں فوت ہو گیا، یہ پوری list ہے۔ ہم نہیں سوچتے کہ کل ہمارا بھی یہی اعلان ہو سکتا ہے اور کوئی دوسرے دوست بیٹھے ہوں گے، وہ بتا رہے ہوں کہ آج اُس کے لیے reference ہے اور اس پر تعزیتی بات کریں گے۔ اب ہم نے سوچنا ہے کیونکہ دنیا کا پتا ہی نہیں چلتا اور آج کل کے حالات میں تو بالکل پتا نہیں چلتا، پہلے تو کہتے تھے کہ عمر ہوتی ہے، اب تو عمر کا معاملہ بھی نہیں رہا، نوجوان دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس پر سوچنا چاہیے، اپنا احتساب خود کرنا چاہیے کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں آئے تھے اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ

(عربی) (مفہوم) اگر آپ نے ذرہ برابر بھی نیک کام کیا ہے تو وہ بھی آپ کے اعمال نامے میں ہو گا اور اگر آپ نے کوئی بُرا کام کیا ہے تو وہ بھی آپ کے اعمال نامے میں ہو گا۔ میرے خیال میں ہمیں اپنا احتساب ابھی سے کرنا ہے۔ میں آخر میں مرحوم کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان جن میں ان کے گھر والے، ان کی پارٹی، ان کے دوست، سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ وآخر دعوانا اِن الحمد للہ رب العالمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر میر اسلم ابڑو صاحب۔

Senator Muhammad Aslam Abro

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: شکریہ، جناب چیئرمین! مجھے اپنے ساتھی سینیٹر عرفان صدیقی صاحب کے انتقال پر بہت دکھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی family کو صبر عطا فرمائے۔ وہ بہت اچھے آدمی تھے، اچھے سیاستدان تھے، وہ بہت ملنسار انسان تھے اور سب سے بہت اچھے طریقے سے ملتے تھے، ان میں غرور نہیں تھا اور اللہ نے انہیں بہت قابلیت دی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جنہوں نے بھی تقاریر کیں، انہیں بہت دکھ ہوا۔ جو آدمی بھی ملتا ہے ان کی تعریف کرتا ہے، وہ بڑے سیاستدان تھے۔ میں ان کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، سینیٹر رانا ثناء اللہ صاحب۔

Senator Rana Sana Ullah Khan

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: شکریہ، جناب چیئرمین! عرفان صدیقی صاحب جو ہمارے بڑے، ہمارے استاد اور ان رشتوں کے ساتھ ساتھ بڑے ہی frank دوست تھے۔ بڑی مشکل ہے کہ ان کو مرحوم کہنا، ان کے درجات کی بلندی کی بات کرنا، مجھے تو یہ یقین کرنا بہت مشکل ہے کہ شاید ہم اب ان کا وہ مسکراتا چہرہ، ہمیشہ جب وہ ملتے تو یہی کہتے کہ 'کی چل ریا اے'۔ موجودہ حالات سے متعلق بہت مفید مشورے دیتے تھے۔ ہماری کوتاہی ہوتی تو اس کی نشان دہی کرتے اور رہنمائی کرتے۔ میری ان سے جان پہچان نوے کی دہائی میں تھی، پینتیس سال پہلے اس وقت ہوئی جب ان کا کالم نوائے وقت میں روزانہ شائع ہوتا تھا، ان کا کیسا اسلوب تھا، الفاظ اور تحریر اتنی جاندار، اتنی مضبوط ہوتی تھی۔ ہم نے بہت ساری تحریریں اور کالم پڑھے اور دیکھے ہوں گے لیکن جو جاذبیت اور ایک حوصلہ، ایک ہمت، ایک courage, ایک knowledge ان کی تحریروں میں ہوتا تھا اور اب تک تھا، اس نے ہمیں اپنی political life میں، اپنی گفتگو میں،

اپنی تحریروں اور تقاریر میں بے پناہ مدد دی۔ اس کے بعد پھر ان کا تعارف اس طرح سے ہوا کہ وہ ہمارے قائد میاں نواز شریف کے قریبی ساتھیوں میں شامل تھے۔ میں نے ان میں یہ دیکھا کہ پچھلے پندرہ بیس سال جب سے ان کے ساتھ اکثر ملاقات رہی ہے، وہ اتنے بڑے انسان تھے کہ میں نے اُن کو کبھی غصے میں نہیں دیکھا اور کبھی میں نے اُن کو مایوس اور ناامید نہیں دیکھا۔ ہمیشہ جب بھی ہوتے، جیسے بھی حالات ہوتے، بڑے حوصلے میں ہوتے۔ بڑی مدلل اور، پُر فہم گفتگو کرتے تھے اور کبھی میں نے ان کو کسی کے خلاف بات کرتے سنا نہ کبھی غصے کی حالت میں دیکھا۔ بہت عظیم انسان تھے، اور یقیناً پاکستان مسلم لیگ (ن) اور ہم سب ایک عظیم انسان، ایک عظیم ساتھی اور ایک رہنما سے محروم ہوئے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور جیسے وہ بڑے انسان تھے، ویسا ہی مقام ان کو نصیب کرے۔ ان کی family کے لیے میں دعا گو ہوں۔ تین ہفتے قبل مجھے جب معلوم ہوا تو پہلے تو جب میں اس معزز ایوان کا رکن منتخب ہوا تو انہوں نے مجھے فون کیا اور اس کے اوپر بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ میں نے بھی ان سے عرض کیا کہ موقع ملے گا تو آپ کے اور زیادہ قریب ہو کر بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملے گا، آپ کی رہنمائی حاصل رہے گی۔

جب مجھے معلوم ہوا کہ جس دن اجلاس تھا وہ نہیں آسکیں گے تو میں ان کے گھر گیا۔ بالکل وہ wheelchair پر تھے۔ انہوں نے بتایا کہ تھوڑا چلنے میں دقت ہے، لیکن میں بالکل ٹھیک ہوں اور ان شاء اللہ ہفتہ دس دن میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ ان کا چہرہ پر عزم اور ہشاش بشاش تھا۔ انہوں نے بڑے حوصلے سے گفتگو کی، اور قطعاً ایسا محسوس نہیں ہوا کہ اُن کو کوئی ایسی بیماری یا ایسا مسئلہ ہے کہ وہ چند دنوں بعد ہم سے جدا ہو جائیں گے۔ اس دن اُن سے بیٹھ کر بات ہوئی اُسی طرح انہوں نے موجودہ حالات پر گفتگو کی اور اپنا تجزیہ پیش کیا۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ معزز ایوان کا بلکہ PML(N) politically اور قومی سطح پر ایک ایسے عظیم انسان کا جدا ہونا بڑا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو برداشت کرنے کی ہمت دے اور ان کے بدلے ہمیں رہنمائی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی family کو اس صدمے کو برداشت کرنے کی ہمت دے۔ آمین، ثم آمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آمین، ثم آمین۔ جزاک اللہ۔ سینیٹر ندیم احمد بھٹو صاحب۔

Senator Nadeem Ahmed Bhutto

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج ہم ایک ایسے صاحبِ علم، صاحب قلم، صاحبِ کردار اور صاحبِ وقار شخصیت کو خراج عقیدت پیش کر رہے

ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی علم، ادب، صحافت اور سیاست کے ذریعے وطنِ عزیز کی خدمت کی۔ عرفان الحق صدیقی صاحب کی شخصیت میں شرافت، متانت اور وطن سے گہری محبت کی جھلک دکھتی تھی۔ آج ان کی جدائی نہ صرف ان کے خاندان بلکہ علم، ادب، صحافت اور سیاست کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ عرفان الحق صدیقی صاحب کا جو خلا ہے، یہ صرف PML(N) کا نہیں بلکہ Senate، علم، ادب اور صحافت کا نقصان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا خلا کئی دہائیوں تک پُر نہیں ہو سکے گا۔ میں ان کے لیے دعا گو ہوں۔ میرا ان سے جو تعلق تھا ہمیشہ شفقت سے ملتے تھے اور محبت سے اُن کو اُستاد محترم کہتا تھا۔ میں نے بہت کچھ اُن سے سیکھا اللہ اُن کی مغفرت فرمائے، اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ بھٹو صاحب۔ سینیٹر ناصر محمود صاحب۔

Senator Nasir Mehmood

سینیٹر ناصر محمود: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ آج عرفان الحق صدیقی صاحب کی یاد میں آپ سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہ کہنے سے بھی قاصر ہوں کہ وہ مرحوم ہیں لیکن جتنا time ادھر ہمارا ان کے ساتھ گزرا ہے میں بتاؤں جب میں سینیٹر بنا تو میرے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب نے سینیٹر عرفان الحق صدیقی سے کہا کہ آپ نے ناصر بٹ کا خاص خیال رکھنا ہے، یہ جذباتی ہو جاتا ہے تو اس کو آپ نے بالکل سمجھانا اور ہر بات بٹ صاحب آپ نے سُننی ہے۔ چنانچہ جدھر میرا آفس تھا وہاں پر عرفان الحق صدیقی صاحب کا دفتر ہوتا تھا تو ہر روز جب میں آتا تھا یا اُن کے آفس چلا جاتا تھا جا کر سلام کرتا، ساتھ بیٹھتا، بات کرتا۔ ان کے ساتھ بڑی یادیں ہیں۔ اللہ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ وہ میرے قائد قائد میاں محمد نواز شریف کے انتہائی قابلِ اعتماد اور وفادار ساتھی تھے۔ کیونکہ لندن میں جب وہ آتے تھے تو میں ادھر ہوتا تھا۔ میری ڈیوٹی یہ ہوتی تھی کہ میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر عرفان صاحب فون کریں یا آنا چاہیں تو ایک منٹ کی تاخیر سے آپ اُن کے پاس ہوں۔ وہ اُن کے بڑے بااعتماد ساتھی تھے اور بڑا میاں صاحب کا پیار تھا۔

مجھے پتا ہے کہ جب یہ خبر چلی تو میاں صاحب نے کہا کہ آج میرا ایک بھائی مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔ عرفان الحق صدیقی کے بارے میں جتنی بھی ہم باتیں کریں وہ کم ہے۔۔ عرفان الحق صدیقی صاحب ہمیشہ تحمل، خاموشی اور بڑے پیار محبت سے بات کرتے تھے۔ جب کبھی میں دیکھتا تھا ایوان کا ماحول سخت ہو جانے سے مراد ہے کہ اپوزیشن بنچوں میں بیٹھ کر آپس میں بات کر

رہے تھے وہ Chair کر رہے ہوتے تھے تو وہ اتنے پیار محبت سے بات کو سمجھا دیتے تھے کہ دونوں group کوئی بھی ہے تو بالکل خاموش ہو جاتے تھے۔ ان کی یاد کبھی نہیں بھولے گی لیکن یہ ڈیڑھ سال جو میرا ان کے ساتھ گزرا۔ آج جب میں ان کے دفتر گیا اور وہ بند تھا، تو یقین نہیں آیا کہ وہ چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ وہ ایک شفیق استاد، شفیق رہنما، اور شفیق انسان تھے۔ اللہ ان کی مشکلیں آسان کرے اُن کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

عرفان الحق صدیقی کے بارے میں میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں کہوں کہ ہم کبھی سفر میں بھی گئے تو ایک بات مجھے کہتے تھے کہ او بٹ صاحب ٹھیک ہیں تو میں اُن کی یہ آواز سُن کر بہت خوش ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کرے۔ عرفان صدیقی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اُن کی کمی ہمیں ہمیشہ محسوس ہوگی۔ میرا یہی ہے کہ میں جتنی دیر بیٹھوں اور میری خوشی تھی کہ میں آخری بندہ ہوتا جو میں بات کرتا کہ مزید آج ہم اُن کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عرفان صدیقی صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید مسرور احسن صاحب۔

Senator Syed Masroor Ahsan

سینیٹر سید مسرور احسن: جناب چیئرمین! شکریہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔ آج انتہائی دکھ کے ساتھ ہم اپنے سینئر ساتھی کو یاد کر رہے ہیں۔ میں ان کا ساتھی تو نہیں کہوں گا کیونکہ وہ مجھ سے سینئر تھے، ساتھی تو میں بہت جونیئر ہوں۔ میں ان سے سیکھتا تھا، وہ سمجھاتے تھے اور سکھاتے تھے۔ انسان تو ہمیشہ طالبِ علم رہتا ہے اور میں نے ان سے سیکھتا تھا اور بہت کچھ سیکھا۔ میں کبھی کبھی ان سے پوچھتا تھا کہ یہاں بات کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ تو انہوں نے مجھے سمجھایا کہ یہاں بات کرنے کا طریقہ کار یہ ہے۔ کیونکہ میں تو سڑکوں اور گلیوں کی سیاست کرنے والا ایک سیاسی کارکن تھا۔ بہر حال بہت باتیں پھر انہوں نے ایک اہم بات بتائی ایک اچھا انسان وہ ہے جو اچھا سننے والا ہوتا ہے۔ اگر آپ اچھے سننے والے ہیں تو آپ اچھے انسان بن سکتے ہو اور بہتر سن کر اس کا جواب بھی دے سکتے ہو۔ ان کی کمی ہمیں ہمیشہ محسوس ہوگی۔ میں ان کے columns زمانہ طالبِ علمی سے پڑھتا رہا جب وہ زندگی میں امت میں تکبیر میں، نوائے وقت میں، جنگ میں لکھتے تھے

تو ان کے کالم میں باقاعدگی سے پڑھتا تھا اور اس سے بھی میں بہت کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتا تھا، بس عرفان بھائی آپ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ ہمیں تو امید نہیں تھی لیکن اللہ کی رضا یہی تھی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ سینیٹر شاہ زیب درانی صاحب۔

Senator Shahzaib Durrani

سینیٹر شاہ زیب درانی: شکریہ، جناب چیئرمین! آج یہ تعزیتی reference عرفان الحق صدیقی صاحب کے لیے مدعو کیا گیا ہے۔ اسی لیے میں اپنی گفتگو کا آغاز عرفان صدیقی کی ایک تحریر سے ہی کروں گا۔ انہوں نے ایک شعر لکھا تھا اور وہ کہتے ہیں کہ:

اٹھو یہ منظر شب تاب دیکھنے کے لیے
کہ نیند شرط نہیں خواب دیکھنے کے لیے

جناب چیئرمین! آج ہم نے ایک سینیٹر، ایک پارلیمانی لیڈر یا ایک سیاسی worker نہیں کھویا ہے بلکہ آج ہم نے ایک کتاب دوست، ایک جمہوریت پسند شخصیت، ایک قلم دوست، ایک رہنما اور ایک شفیق باپ جیسی شخصیت کو کھویا ہے۔ ان کی کمی تاحیات اور جب تک یہ دنیا رہے گی تب تک پوری نہیں ہو گی۔ وہ انتہائی کم گو اور نفیس شخصیت تھے، خوش مزاج، خوش اخلاق اور خوش لباس شخصیت تھے، وہ خوب صورتی پسند بھی کرتے تھے اور خود بھی ایک انتہائی خوب صورت شخص تھے۔ جناب میرا ان کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا کیونکہ ہفتے میں ایک مرتبہ وہ مجھے ضرور فون کرتے تھے اور مجھے کہتے تھے کہ درانی صاحب آئیں اور ہمیں بلوچستان کے حالات سے آشنائی دیں تو میں اور وہ ہمیشہ بیٹھتے تھے اور ہماری طویل گفتگو ہوتی تھی جس میں ہم حالات، جمہوریت اور سیاست پر بات کرتے تھے۔ ہماری بہت اچھی اچھی یادیں ہیں، ہم اکٹھے ہی دوپہر کا کھانا کھایا کرتے تھے بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کچھ عرصہ پہلے جب میرے گھر بلوچستان میں ایک blast ہوا تھا تو انہوں نے مجھے فون کیا، میرے لیے بڑی نیک خواہشات کا اظہار کیا، میرے گھر والوں اور میرے بارے میں پوچھا اور انہوں نے مجھے ڈھیر ساری دعائیں بھی دیں۔

جناب چیئرمین! عرفان صدیقی ایک ideology کو follow کرتے تھے۔ وہ قلم پر یقین رکھتے تھے اور ان کا ہتھیار قلم تھا۔ ہم ان کے کالم پڑھتے رہے ہیں، جیسا کہ رانا صاحب نے کہا وہ ہمیں بہت زیادہ حوصلہ دیتے تھے، ان کی مزاج میں ایک شیرنی اور چاشنی تھی۔ ہم اللہ پاک سے یہی دعا کرتے ہیں کہ ان کی مغفرت فرمائیں، ان کو جوار رحمت میں جگہ دیں، انہیں کروٹ

کروٹ جنت نصیب کریں۔ جیسا کہ میں نے اپنی گفتگو کو آغاز بھی ان کے شعر سے کیا تو میں اختتام بھی انہی کے شعر سے کروں گا۔ عرفان صاحب نے کیا خوب لکھا کہ :

ہزار باتیں ہیں دل میں جو اس سے کہنی ہیں
مگر وہ ملنے کے انداز میں ملے تو سہی

شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ شاہ زیب درانی صاحب۔ سینیٹر بلال احمد خان صاحب۔

Senator Bilal Ahmed Khan

سینیٹر بلال احمد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین ! عرفان صاحب سے متعلق اگر میں بات کروں تو وہ ایسی شخصیت تھے، آج بڑی عجیب بات ہے کہ میرے منہ سے 'تھے' کا لفظ نکل رہا ہے، وہ ایسی شخصیت تھے کہ ان کے بارے میں جب ہم بات کرتے ہیں یا ہم جو بات کر رہے ہیں تو مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ آج بھی اور ابھی بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ہمارا معاشرہ بڑا ہی عجیب معاشرہ ہے، ہمارے معاشرے میں ایک چیز بڑی common ہے کہ جب انسان اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو ہم ان کی اچھائیاں بیان کرتے ہیں۔ زندہ انسان کی اچھائیاں ہم نے کبھی بیان نہیں کیں ہیں لیکن شاید عرفان صدیقی صاحب تھے کہ جن کی زندگی میں ہی لوگ ان کی اچھائیاں بیان کرتے تھے۔ وہ ان چند لوگوں میں سے تھے کہ جنہیں لوگ ان کی زندگی میں ہی اچھا سمجھتے تھے۔ ان کی اچھائی کا اندازہ آپ اس چیز سے لگا سکتے ہیں کہ غالباً اگر میں غلط نہ ہوں تو ہمارے اس ایوان میں آج تک جو condolence references پیش کیے گئے ہیں شاید سب سے طویل دورانیے کا reference آج عرفان صدیقی صاحب کے لیے ہی ہے۔ آج اس ہال میں جتنے بھی لوگ موجود تھے، تقریباً ساڑھے پانچ بجے ہمارا اجلاس شروع ہوا اور ابھی تک صرف عرفان صاحب کے reference کے حوالے سے ہی اجلاس چل رہا ہے۔ انہوں نے اپنی جو زندگی گزاری، آج ان کی زندگی کے 99.99% اچھے لمحات وہ اس ایوان میں discuss ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین ! عرفان صاحب سے متعلق اگر میں کچھ کہوں گا تو وہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوگا۔ عرفان صاحب کی زندگی ہم سب کے سامنے تھی، عرفان صاحب جس شعبے سے تعلق رکھتے تھے وہ نبیوں اور پیغمبروں کا شعبہ تھا۔ وہ ایک استاد تھے اور اللہ تعالیٰ نے استاد کی حیثیت اس دنیا میں جو رکھی ہے، ان کا جو مقام اللہ تعالیٰ نے رکھا وہ آج ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتنی عزت اور ادب کے ساتھ اس دنیا سے رخصت کیا ہے۔ اس دنیا

میں آنا اور جانا یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے لیکن جب ہم اس دنیا میں آتے ہیں تو پھر واپس جانے کا دل بھی نہیں کرتا ہے۔ اس دنیا سے جاتے ہوئے یا رخصت ہوتے ہوئے اچھے اعمال چھوڑنا اور لوگوں کے دلوں سے، ان کی زبانوں سے اور ان کے دماغوں سے اچھے الفاظ نکلنا ایک اچھے انسان کی نشانی ہے اور اچھے انسان کی نشانی اس دنیا میں بیان کرنا بہت کم لوگوں کے نصیب میں آتا ہے جو کہ عرفان صاحب کے نصیب میں آیا ہے۔

میں اپنے خیالات کا اظہار ابراہیم ذوق کے اس شعر کے ساتھ کروں گا:

لائی حیات آئے، قضا لے چلی چلے

اپنے خوشی نہ آئے، نہ اپنی خوشی چلے

اللہ تعالیٰ عرفان صدیقی صاحب کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ درجہ اور مقام عطا فرمائیں، ہم سب ان کے لیے دعا گو ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر نیاز احمد صاحب۔

Senator Niaz Ahmed

سینیٹر نیاز احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! آج ہم انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ ایک ایسی عظیم شخصیت کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں جس نے اپنی ساری عمر اپنے قلم، اپنی فکر اور اپنے اعمال کے ساتھ جمہوریت اور عوامی خدمت کے لیے وقف رکھی۔ عرفان صدیقی صاحب میرے والد صاحب کے دوست، ان کے استاد تھے۔ مجھے بھی تین ماہ ہوگئے ہیں کہ میں اس ایوان کا رکن بنا ہوں لیکن میں پچھلے بارہ سے پندرہ سالوں سے جب میں سکول اور کالج میں تھا تو میری ان کے ساتھ ملاقات رہی ہے۔ جب بھی وہ میرے والد صاحب کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے تو ہم ان سے سیکھتے تھے۔ جب میں اس ایوان کا رکن بنا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھایا، تسلی دی اور مجھے یہی کہا کہ آپ کو جتنی بھی guidance چاہیے تو میں آپ کو guide کرتا رہوں گا اور ان شاء اللہ آپ آگے جاتے رہیں گے اور جب یہ سنا کہ وہ عظیم شخصیت ہمارے ساتھ نہیں رہی تو بہت زیادہ افسوس ہوا۔ یہ نہ صرف ہماری جماعت بلکہ پورے ایوان اور جمہوریت کا نقصان ہے جیسا کہ باقی ساتھیوں نے بات کی کہ انتہائی humble انسان تھے اور میں نے بھی اپنی زندگی میں اتنے humble انسان نہیں دیکھے۔

جناب چیئرمین! آپ جو بھی بات کرتے تھے وہ آپ کو بہت طریقے سے جواب دیتے تھے اور جس طرح سے سینیٹر بلال صاحب نے کہا کہ آج تین سے ساڑھے تین گھنٹے ہو چکے ہیں اور ابھی تک تمام لوگ اسی انتظار میں تھے کہ ان کے حوالے سے ہم اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

میری right side پر ہمارے کچھ colleagues بیٹھے تھے جو اب وہ چلے گئے ہیں، جس طریقے سے بتایا گیا کہ 27th Amendment کی وجہ سے وہ ان کی فوتگی پر بھی سیاست کرنا چاہتے تھے، بہت افسوس سے کہنا پڑرہا ہے کہ ہمیں mature ہونا چاہیے۔ اور یہ maturity ہمارے اندر آنی چاہیے چونکہ پوری دنیا ہمیں دیکھ رہی ہے اور پھر یہ ایوانِ بالا ہے لیکن ہم ہر چیز پر سیاست کر رہے ہیں۔ اب سوشل میڈیا پر آپ دیکھ لیں کہ ان کی فیملی، ان کے بچے، بھائی باقی جو ان کے فیملی ممبرز ہیں وہ کس طرح ان چیزوں کو دیکھتے ہوں گے اور کیا سوچتے ہوں گے۔ تو میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے چونکہ جس طرح میں نے کہا کہ یہ ہمارے لیے بہت بڑا نقصان ہے اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کہ اسلام آباد کے کسی بھی بڑے ادارے یا سڑک کو ان کے نام سے منسوب کیا جائے اور ان کی زندگی پر تحقیق کے حوالے سے یونیورسٹی کے طلباء کو encourage کیا جائے، سینیٹ آف پاکستان کو یہ ذمہ داری لینی چاہیے کیونکہ انہوں نے اپنی پوری زندگی میں کالمز لکھے اور انہوں نے کتابیں لکھیں تاکہ وہ بھی لوگوں کے سامنے آ جائیں۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آج ایوان میں تمام ممبران نے عرفان صدیقی صاحب کی قلمی، ادبی، علمی، فنی اور جو نظریاتی وابستگی تھی ایک سیاسی کارکن اور رہنما کی حیثیت سے جو انہوں نے جمہوریت کی بحالی کے لیے، قانون کی بالادستی کے لیے اور آئین کی بالادستی کے لیے ایک طویل جدوجہد کی ہے۔ اس پر ایوان کے کوئی 35 ممبران نے اپنا اظہارِ خیال کیا۔ یہ اس ایوان کی ان کے ساتھ وہ محبت ہے کہ اس کی فوتگی کے بعد بھی بڑے باعلم لوگوں نے، بڑے سیاسی شخصیات نے، بڑی struggle کرنے والے ممبران نے اور دونوں اطراف کے ممبران نے ان کو خراج تحسین پیش کیا۔ اتنا طویل سیشن چلا۔ میں Chair کی طرف سے تمام ممبران کا بے حد مشکور ہوں۔ میں سارجنٹ سے لے کر ڈیوٹی پر جتنے ملازمین ہیں ان کی ہمت کو بھی سلام کرتا ہوں اور ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہمارے آفس کے لوگ آفس کے افسران اور وہ تمام ایڈمنسٹریشن کا بھی مشکور ہوں۔ ہم الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا کے حوالے سے جو ڈیوٹیاں لوگوں نے انجام دی ہیں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ میں سینیٹ سیکرٹریٹ کے سینیئر افسران کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے طویل سیشن کو cover کیا۔ میں ایک دفعہ پھر کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں 35 ممبران نے عرفان صدیقی صاحب کے بارے میں اپنے خیالات کا بھرپور اظہار کیا۔ میں ایک دفعہ پھر اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا

فرمائے اور ان کی فیملی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ عرفان صدیقی صاحب نہ صرف پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پارلیمانی لیڈر تھے بلکہ پورے ہاؤس کے اندر اس کا ایک بھرپور، توانا اور تندرست کردار رہا ہے ہم ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

ایوان کی کارروائی بروز جمعرات 13 نومبر 2025 کو 11 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔ شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 13th November, 2025 at 11:00 a.m.]